حصّہ اوّل

خلفائے راشدین کا انتخاب

خلافت ابوبکرؓ کا پس منظر

۱- امامت قریش میں ہو گی

حضور اکرمؐ نے اپنی زندگی میں ہی یہ خبر دے دی تھی کہ ان کے بعد ان کے جانشین (خلیفہ) قبیلہ قریش سے ہوں گے[1]۔ اور ساتھ ہی اس کی وجہ بھی بیان فرما دی تھی۔ اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہیں اور امام بخاریؒ نے تو "الامراء من قریش" (کتاب الاحکام) کے عنوان سے ایک مستقل باب بھی باندھا ہے۔ چند ایک احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱ - الناس تبع لقریش فی هذا الشان مسلمهم تبع لمسلمهم وکافرهم تبع لکافرهم

(مسلم۔ کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش والخلافۃ فی قریش)

"موجودہ صورت حال یہ ہے کہ لوگ قبیلہ قریش ہی کی پیروی کر سکتے ہیں۔ جو مسلمان ہیں وہ مسلمان قریش کی اور جو کافر ہیں وہ کافر قریش کی"

گویا امر خلافت کا فیصلہ قریش سے منسوب ہونے کی وجہ یہ تھی کہ عرب قبائل قریش کے علاوہ کسی دوسرے قبیلہ کی اطاعت گوارا ہی نہ کر سکتے تھے۔

آپ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ میرے بعد خلفا قبیلہ قریش سے ہوں گے اور ۱۲ خلفا تک اسلام غالب رہے گا اور یہ سب قبیلہ قریش سے ہوں گے۔

۲ - عن جابر بن سمرۃ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لایزال

---

[1] یہ کوئی حکم نہیں تھا بلکہ اس کی حیثیت بھی ایسی ہی تھی جیسے آپؐ نے یہ خبر دی تھی کہ میرے بعد تیس سال تک خلافت علی منہاج النبوت رہے گی۔

الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفة ثم قال کلمة لم افهمها۔ فقلت لابی ما قال؟ فقال کلهم من قریش (ملتقطاً) (بخاری کتاب الاحکام۔ باب الاستخلاف)

"جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ اسلام بارہ خلفاء تک غالب رہے گا۔" پھر ایک فقرہ کہا جو میں سمجھ نہ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے؟ میرے باپ نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا ہے۔ یہ سب قریش سے ہوں گے۔"

علاوہ ازیں ایسے واضح اشارات بھی ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ خلافت انصار میں نہیں ہوگی۔ مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الموت میں جو آخری خطبہ دیا اس میں مہاجرین کو یہ وصیت فرمائی کہ انصار سے نیک سلوک کرنا۔ آپؐ نے فرمایا:۔

۳ - اقبلوا عن محسنھم و تجاوزوا عن مسیئھم (بخاری۔ کتاب المناقب باب ایضاً)

"انصار میں سے جو کوئی نیک ہو اس کی قدر کرنا اور جو بُرا ہو اس کے قصور سے درگزر کرنا۔"

مہاجرین سے اس طرح کی سفارش کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کو علم ہو چکا تھا کہ میرے بعد خلافت انصار کو نہیں بلکہ مہاجرین کو ملنے والی ہے۔

اسی طرح آپؐ نے انصار کو فرمایا:۔

۴ - انکم ستلقون بعدی اثرۃ فاصبروا حتی تلقونی و موعدکم الحوض۔

(بخاری۔ حوالہ ایضاً)

"تم کو میرے بعد ناخوش گواری پیش آئے گی۔ تو تم صبر کرنا۔ یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض کوثر پر آکر ملاقات کرو۔"

اس صبر کی تلقین سے بھی یہ واضح ہے کہ امارت انصار میں نہیں ہوگی۔ اور اس تلقین کا پس منظر یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ انصار کو بحرین کا ملک بطور جاگیر دینا چاہا تھا تو انصار نے یوں جواب دیا تھا:۔

۵ - عن انس بن مالک قال دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الانصار الی ان یقطع لھم البحرین فقالوا: لا الا ان تقطع الاخوان من المھاجرین مثلھا۔ قال: اما لا فاصبروا حتی تلقونی فانہ سیصیبکم بعدی اثرۃ۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب قول النبی للانصار اصبروا حتی تلقونی علی الحوض)

انس بن مالک کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا اور ان کو بحرین کا ملک بطور جاگیر کے دینا چاہا۔ انھوں نے کہا "ہم تو اس وقت تک نہیں لیں گے جب تک کہ ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بھی ایسا ہی ملک نہ ملے۔" آپ نے فرمایا "اگر اب تم قبول نہیں کرتے (امارت و حکومت) تو پھر مجھ سے ملاقات تک (زندگی بھر) صبر کیے رہنا۔ میرے بعد تمہیں (امارت سے محرومی) کی ناخوشگواری پیش آنے والی ہے۔"

۲۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق واضح ارشادات

آپ نے قریش میں سے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ نامزد کرنے کا خیال بھی فرمایا تھا لیکن بعد میں یہ ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ مشیت خداوندی یہی تھی کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہی خلیفہ منتخب ہوں گے — جیسا کہ آپ کے درج ذیل ارشاد سے واضح ہے۔

۱ — لقد هممت أو اردت ان ارسل الی ابی بکر وابنه واعهد ان یقول القائلون ويتمنى المتمنون ثم قلت: یابی الله ويدفع المؤمنون او یدفع الله ویابی المؤمنون (بخاری - کتاب المرضیٰ)

میں نے یہ قصد کیا کہ کسی کو بھیج کر ابوبکرؓ اور ان کے بیٹے عبدالرحمان کو بلا بھیجوں اور ابوبکرؓ کو اپنا جانشین کر جاؤں تاکہ میرے بعد کہنے والے کچھ اور نہ کہیں اور آرزو کرنے والے (خلافت کی) آرزو کرنے لگیں۔ پھر میں نے (دل میں) کہا۔ خود اللہ کسی اور کو خلیفہ نہ ہونے دے گا۔ نہ مسلمان اور کسی کی اطاعت قبول کریں گے۔

اسی مضمون کی متعدد روایات مسلم (باب فضائل ابوبکرؓ) میں اس طرح وارد ہیں:

۲ — عن عائشة قالت: قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه ادعی لی ابا بکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی الله والمؤمنون الا ابا بکر۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض موت کے دوران فرمایا:۔ اپنے باپ ابوبکرؓ اور اپنے بھائی (عبدالرحمان) کو بلا بھیجو تاکہ میں وصیت لکھ دوں۔ مجھے ڈر ہے کہ کوئی بعض اس کی آرزو کریں گے اور کچھ کہنے والے یہ بھی کہیں گے کہ خلافت کا حق دار میں زیادہ ہوں۔ مگر ابوبکرؓ کی خلافت کے سوا نہ ہی اللہ کسی دوسرے

کی خلافت کو تسلیم کرے گا اور نہ مسلمان۔"

۳۔ عن ابی ملیکۃ قال سمعت عائشۃ و سئلت من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستخلفا لو استخلفہ؟ قالت: ابوبکر" قیل لھا "ثم من بعد ابی بکر؟" قالت: "عمر" ثم قیل لھا: "من بعد عمر؟" قالت ابو عبیدۃ بن الجراح۔ ثم انتھت الی ھذا۔

"ابو ملیکہؓ کہتے ہیں کہ نے حضرت عائشہؓ سے سنا اور پھر ان سے پوچھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے بناتے"۔ فرمانے لگیں "ابوبکرؓ"۔ پوچھا گیا "حضرت ابوبکرؓ کے بعد پھر کون؟" فرمانے لگیں "عمرؓ"۔ پھر پوچھا گیا۔ "عمرؓ کے بعد پھر کون؟" فرمایا: ابو عبیدہ بن الجراح" اور یہاں بات ختم کر دی۔"

۴۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے متعلق واضح اشارات

علاوہ ازیں بہت سے ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر صریح دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً:۔

۱۔ عن الجبیر ابن مطعم عن ابیہ قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃ فکلمتہ فی شیء فامرھا ان ترجع الیہ، قالت ان جئت ولم اجدک کانھا ترید الموت قال فان لم تجدنی فأتی ابا بکر"

(بخاری کتاب الاحکام۔ باب الاستخلاف) (مسلم باب فضائل ابوبکر)

"جبیر بن مطعم کے والد کہتے ہیں: ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ سے ایک امر میں کچھ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: "پھر کسی وقت آنا"۔ اس نے کہا: "یارسول اللہ! اگر میں پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی آپ کی وفات ہو گئی ہو) تو کیا کروں؟" فرمایا: اگر مجھے نہ پائے تو حضرت ابوبکرؓ کے پاس آ جیو۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں (مرض الموت میں) مسجد نبوی میں جماعت کی امامت حضرت ابوبکرؓ کراتے تھے جس کا حکم خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔

۲۔ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لھا مری ابوبکر یصل بالناس قالت انہ رجل اسیف متی تقم مقامک رق، فعاد،

نعادت - قال شعبة : فقال فی الثالثة او الرابعة : ان کن صواحب یوسف مروا ابا بکر (بخاری - کتاب بدا الخلق - باب قول اللہ تعالیٰ لقد کان فی یوسف واخوتہ ......)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں" حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ وہ تو نرم دل انسان ہیں۔ آپ کی جگہ کھڑے ہوں تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی۔ آپ نے دوبارہ وہی بات دہرائی۔ حضرت عائشہؓ نے پھر وہی جواب دیا۔ حضرت شعبہؒ (اس حدیث کے راوی) کہتے ہیں آپ نے تیسری یا چوتھی بار بھی یہی فرمایا اور کہا "تم تو حضرت یوسف والی عورتیں ہو (ظاہر کچھ باطن کچھ) ابوبکر سے کہو نماز پڑھائیں۔

۳ - عن ابی بردۃ ابی موسیٰ عن ابیہ قال مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال مروا ابا بکر فلیصل بالناس فقالت ان ابا بکرؓ رجل رقیق القلب ، فقال مثلہ فقالت مثلہ فقال مروہ فانکن صواحب یوسف فامّ ابوبکر فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال حسین عن زائدۃ رجل رقیق (بخاری حوالہ ایضاً)

"ابوبردہ اپنے والد موسیٰ اشعریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا وہ تو نرم دل انسان ہیں۔ آپ نے پھر وہی حکم دیا۔ حضرت عائشہؓ نے پھر وہی کچھ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں تم تو حضرت یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ پھر آپ کی زندگی بھر (وفات تک) حضرت ابوبکرؓ لوگوں کی امامت کراتے رہے۔ حسین بن علی جعفی نے اس حدیث کو زائدہ سے روایت کیا۔ یعنی ابوبکر نرم دل انسان ہیں۔"

۴ - عن انس بن مالک ان المسلمین بینما ھم فی صلوۃ الفجر من یوم الاثنین وابوبکر یصلی لھم لم یفجاھم الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد کشف ستر حجرۃ عائشۃ فنظر الیھم وھم فی صفوف الصلوۃ ثم تبسم یضحک فنکص ابوبکر علی عقبیہ لیصل الصف وظن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرید ان یخرج الی الصلوۃ - قال انس : وھمّ

المسلمون ان یفتتنوا فی صلاتھم فرحًا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فاشار الیھم بیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتمّوا صلاتکم۔ ثم دخل الحجرۃ وأرخی الستر۔ (بخاری۔ کتاب المغازی باب مرض النبیؐ)

"حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ مسلمان پیر کے دن صبح کی نماز حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پیچھے پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں وہ چونک گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کا پردہ اٹھایا۔ مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ نماز میں صفیں باندھے کھڑے ہیں۔ آپؐ مسکرا کر ہنس دیے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ ایڑیوں کے بل پیچھے سرکے تاکہ صف میں شامل ہو جائیں۔ وہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے برآمد ہوا چاہتے ہیں۔ انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسلمانوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ نماز توڑتے ہی کو تھے کہ آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو۔ پھر حجرے کے اندر داخل ہو گئے اور پردہ ڈال لیا۔"

اور یہ تو ظاہر ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے نماز کی امامت اور ملک کی امامت فرد واحد کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

۵۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ میں حضرت ابوبکرؓ کو اپنے قائم مقام کی حیثیت سے امیر الحج بنا کر بھیجا۔

ان ابا ھریرۃ اخبرہ ان ابا بکر الصدیق بعثہ فی الحجۃ التی امرہ علیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل حجۃ الوداع یوم النحر فی رھط یؤذن فی الناس ان لا یحج البیت بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان۔ (بخاری۔ کتاب المناسک۔ باب لا یطوف بالبیت عریان)

"انھیں حضرت ابوہریرہؓ نے بتلایا کہ ابوبکر صدیقؓ نے ان کو چند اور لوگوں کے ساتھ اس حج میں بھیجا جو حجۃ الوداع سے پہلے تھا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر مقرر کیا تھا تاکہ وہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو لوگوں میں منادی کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے۔"

حج کی امارت بھی اس کی طرف واضح اشارہ تھا کہ آپؐ کے بعد ملت کی امامت کی ذمہ داری حضرت ابوبکرؓ پر ہی ہوگی۔

اور درج ذیل حدیث میں حضرت ابوبکرؓ پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ کی صرف خلافت کا ہی اشارہ نہیں تھا بلکہ ان کی مدت خلافت اور انتظام مملکت پر بھی روشنی پڑتی ہے:۔

۶۔ عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: بینا انا نائم رأیتنی علی قلیب علیھا دلو فنزعت منھا ما شاء اللہ، ثم اخذھا ابن ابی قحافۃ فنزع بھا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ضعفہ۔ ثم استحالت غربا فاخذھا ابن الخطاب فلو ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن۔

(بخاری۔ کتاب مناقب۔ باب فضائل ابوبکر)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: ایک بار ایسا ہوا، میں سو رہا تھا۔ میں نے خود کو ایک کنوئیں پر دیکھا جس پر ایک ڈول رکھا تھا۔ میں نے اس کنوئیں سے چند ڈول نکالے جتنے اللہ کو منظور تھے۔ پھر ابوبکرؓ نے ڈول پکڑا اور ایک یا دو ڈول نکالے مگر کمزوری کے ساتھ۔ اللہ اس کی کمزوری معاف فرمائے۔ پھر وہ ڈول ایک بڑا چرس بن گیا۔ عمرؓ نے اسے پکڑا اور میں نے ایسا شہ زور پہلوان نہیں دیکھا جو اس کی طرح پانی کھینچتا ہو۔ اس نے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا۔

۴۔ افضلیت حضرت ابوبکرؓ

امت مسلمہ کا امیر یا خلیفہ بھی وہی شخص ہو سکتا ہے جو سب سے بہتر ہو۔ حضرت ابوبکرؓ کی دیگر تمام صحابہؓ پر افضلیت کی بہت سی روایات ملتی ہیں۔ مثلاً

۱۔ وعن ابی سعید الخدری .... وکان ابوبکر اعلمنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابابکر ولو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ۔ لا یبقین باب فی المسجد الا سد الا باب ابی بکر

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ فضائل ابوبکر)

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں .... اور حضرت ابوبکرؓ سب صحابہؓ سے زیادہ

علم والے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی خطبہ میں) یہ بھی فرمایا "صحبت کے لحاظ سے بھی اور مال کے لحاظ سے بھی ابوبکرؓ کا مجھ پر احسان اور سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ اور اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی اور کو جانی دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ البتہ اسلام کا بھائی چارہ اور محبت ان سے ہے، دیکھو مسجد کی طرف ابوبکرؓ کے دروازہ کے سوا باقی سب کے دروازے بند کر دیے جائیں۔

۲۔ عن ابن عمر قال کنا نخیر بین الناس فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنخیر ابابکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان (حوالہ مذکور)

(عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت ابوبکرؓ کو سب سے افضل سمجھتے تھے پھر حضرت عمرؓ کو پھر حضرت عثمان بن عفانؓ کو۔

۳۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں کچھ تکرار ہو گئی۔ اسی حالت میں پہلے حضرت ابوبکرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور واقعہ بیان کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ پھر حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کا پیچھا کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے بھی اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا (یعنی دونوں نے اپنی اپنی غلطی کا اعتراف کیا) پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا:۔

ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدق وصاقی بنفسہ ومالہ فھل انتم تارکوا لی صاحبی مرتین فما اوذی بعدھا (حوالہ مذکور)

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمھاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے مجھے جھوٹا کہا اور ابوبکرؓ نے مجھے سچا کہا۔ پھر اس نے مال اور جان سے میری خدمت کی۔ تو پھر کیا تم میرے دوست کو ستانا نہیں چھوڑتے؟ (دوبار ایسا کہا) اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو کسی نے نہیں ستایا۔

۴۔ عن محمد بن الحنفیۃ قال: قلت لابی ای الناس خیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر قلت ثم من؟ قال عمر و خشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت؟ قال ما انا الا رجلا من المسلمین. (حوالہ مذکور)

محمد بن حنفیہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد (حضرت علیؓ) سے پوچھا۔ آنحضرتؐ کے

بعد سب لوگوں سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا "ابوبکرؓ" میں نے پوچھا پھر کون؟
فرمایا "عمرؓ"۔ اب میں ڈرا کہ اب کی مرتبہ عثمان نہ کہہ دیں لہٰذا میں نے خود ہی کہہ دیا
"پھر آپ؟"۔ فرمانے لگے۔ میں تو عام مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں۔"

۵۔ عن ابن عباس قال انی لواقفٌ علی قومٍ یدعون اللّٰہ لعمر بن الخطاب وقد وُضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول: رحمک اللّٰہ ان کنتُ لارجوا ان یجعلک اللّٰہ مع صاحبیک لانی کثیرا ما کنت اَسمعُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول کنت وابوبکر وعمر، وفعلت وابوبکر وعمر، وانطلقت وابوبکر وعمر فاذا کنت لارجوا ان یجعلک اللّٰہ معہما فالتفت فاذا ھو علیؓ ابن ابی طالب (ایضا)

"حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں میں ان لوگوں میں کھڑا تھا جو حضرت عمرؓ کے لیے مغفرت کی دعا کر رہے تھے اور ان کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے اپنی کہنی میرے مونڈھے پر رکھی اور کہنے لگا "اللہ تم پر رحم کرے مجھے یہی امید ہے کہ خدا تمہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا۔ کیونکہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا، کہا کرتے تھے۔ فلاں جگہ میں تھا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ میں نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے یہ کام کیا۔ میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ چل پڑے۔ سو مجھے یہی امید ہے کہ اللہ آپؓ کو ان کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو یہ کہنے والے حضرت علیؓ ابن ابی طالب تھے۔"

۵۔ امتناع طلب امارت و مناصب

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ خلیفہ ابوبکرؓ کو نامزد کرنے کا خیال حضورؐ کو صرف اس وجہ سے آیا تھا کہ مبادا امارت کے لیے کچھ لوگ آرزو کریں اور کچھ دوسرے یوں کہیں کہ وہ تو ہمارا حق تھا اور ہم سے ناانصافی ہوئی وغیرہ وغیرہ .... تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کئی ارشادات میں بالعموم یہ وضاحت فرما دی کہ امارت یا منصب طلب کرنا یا اس کی خواہش کرنا ایک مذموم فعل ہے۔ چنانچہ درج ذیل ارشادات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ عن عبد الرحمٰن بن سَمُرَۃ قال: قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا عبد الرحمٰن بن سَمُرَۃ! لا تسئل الامارۃ فان اعطیتھا عن مسئلۃ

وُكِلتَ اليها وان اعطيتها من غير مسئلة اُعِنتَ عليها۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب من سَالِ الامارۃ) (مسلم۔ کتاب الامارۃ باب النھی عن طلب الامارۃ والحرص علیھا)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبدالرحمان بن سمرۃ! حکومت اور سرداری کی درخواست نہ کیجیو۔ اگر درخواست پر تجھے ملے گی تو تمام تر ذمہ داری تمھارے ہوگی اور تمھیں بغیر درخواست مل جائے تو اللہ تیری مدد کرے گا۔

۲۔ عن ابی موسیٰ قال: دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا ورجلان من بنی عمی فقال احد الرجلین: یارسول اللہ! اَمِّرنا علی بعض ما ولّاك اللہ عزوجل وقال الآخر مثل ذلك فقال: "اما واللہ لا نولی علی ھذا العمل احدا یسألہ ولا احدا حرص علیہ (مسلم کتاب الامارۃ باب النھی عن طلب الامارۃ والحرص علیھا) (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ)

"حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں میں اور میرے دو چچازاد بھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا: یارسول اللہ! اللہ نے آپ کو حکومت بخشی ہے اس کے کچھ حصہ پر ہمیں حاکم بنا دیجیے۔ پھر دوسرے نے بھی ایسی ہی بات کہی۔ آپؐ نے فرمایا "خدا کی قسم! ہم کسی ایسے آدمی کو حاکم نہیں بنایا کرتے جو اس کے لیے درخواست کرے اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو حاکم بناتے ہیں جو اس کی حرص رکھتا ہو۔"

وفی روایۃ قال: لا نستعمل علی عملنا من ارادہٗ (متفق علیہ۔ حوالہ مذکور)

ایک دوسری روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "ہم اپنے انتظامی امور میں کسی ایسے شخص کو شریک نہیں کرتے جو اس کا ارادہ رکھتا ہو۔

۳۔ عن ابی ذر قال: قلت: یارسول اللہ الا تستعملنی؟ قال فضرب بیدہٖ علی منکبی ثم قال: یا اباذر! انك ضعیف وانھا امانۃ وانھا یوم القیٰمۃ خزی وندامۃ الا من اخذھا بحقھا وادی الذی علیہ فیھا۔ (مسلم۔ حوالہ مذکور)

حضرت ابوذر (غفاریؓ) سے روایت ہے میں نے کہا: "اے اللہ کے رسولؐ! کیا آپ مجھے حاکم نہیں بنا دیتے؟" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے مونڈھے

پر رکھا اور فرمایا: اے ابوذر! تو ضعیف آدمی ہے اور حکومت ایک امانت ہے جو قیامت کے دن رسوائی اور پشیمانی کا باعث بنے گی۔ مگر جس نے اس کی ذمہ داری کو نبایا اور اس کے پورے حقوق ادا کیے۔

۴۔ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: انکم ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیمۃ فنعم المرضعۃ وبئست الفاطمۃ۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب ما یکرہ من الحرص ......)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگ عنقریب حکومت اور سرداری کی حرص کرو گے اور قیامت کے دن اس کی وجہ سے شرمندگی ہوگی۔ (کیونکہ حکومت ایک انا کی طرح ہے) دودھ پلتے وقت تو مزہ ہے مگر چھٹتے وقت سخت تکلیف۔

جاہ طلبی، دولت کی حرص دو ایسے جرائم ہیں جو ایک فلاحی مملکت کو بیخ و بن سے ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ آپ نے ان دونوں باتوں سے ان الفاظ میں منع فرمایا:۔

۵۔ عن کعب ابن مالک عن ابیہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ما ذئبان جائعان ارسلا فی غنم بافسد لھا من حرص المرء علی المال والشرف لدینہ (ترمذی)

"حضرت کعب بن مالک اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بکریوں کے ریوڑ میں دو بھوکے بھیڑیے اتنی تباہی نہیں مچا سکتے جتنی انسان کی حرصِ جاہ و مال اس کے دین کے لیے تباہ کن ہو سکتی ہے۔"

آئندہ واقعات سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس معیار پر بھی پورے اُترتے ہیں۔

انتخاب حضرت ابوبکر صدیقؓ

ا۔ خلافت کے لیے بنی ہاشم کی تمنّا

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ نامزد کرنے کا خیال پیدا ہوا تو اس کی وجہ بھی بتلادی کہ مبادا اس وقت بعض لوگ خلافت کی آرزو کرنے لگیں یا کچھ دوسرے باتیں بنانے لگیں کہ خلافت تو دراصل ہمارا حق تھا۔ پھر آپؐ نے جو استخلاف ابوبکرؓ کا ارادہ ترک کر دیا تو اس کی وجہ بھی مذکور ہے کہ ابوبکرؓ کے علاوہ کسی دوسرے کا خلیفہ بننا نہ تو اللہ کی مشیت میں ہے اور نہ ہی مسلمان مجموعی طور پر ابوبکرؓ کے علاوہ کسی دوسرے پر اتفاق کریں گے۔ (اور آپؐ پیش از وقت کسی کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتے تھے) چنانچہ یہ دونوں باتیں پوری ہو کر رہیں۔

سب سے پہلے خلافت کا خیال بنو ہاشم کو آیا۔ قبیلہ قریش کے اس وقت دس چھوٹے قبائل مشہور تھے۔ ان میں سے ایک بنو ہاشم تھے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کی وجہ سے اپنے آپ کو خلافت کا حق دار[1] سمجھتے تھے۔ ان کے پیشوا حضرت علیؓ تھے اور حضرت عباسؓ، ابن عباس اور حضرت زبیرؓ (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) ان کے رشتہ دار اور امر خلافت میں ان کے معاون تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض الموت میں بقید حیات تھے کہ حضرت عباسؓ کو یہ آرزو پیدا ہوئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے حق میں فیصلہ لے لینا چاہیے۔ درج ذیل حدیث اس بات پر پوری طرح روشنی ڈالتی ہے:۔

ا۔ عن ابن عباسٍ انّ علی ابن ابی طالبٍ خَرَجَ من عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی وجعہ الذی تُوُفِّیَ بہ فقال الناس: یا ابا حسنٍ! کیف اصبح رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟ فقال: اصبح بحمد اللّٰہ بارئًا؟ فاَخَذ بیدہٖ عباس بن عبد المطلب فقال لہٗ: انت واللّٰہ بعد ثلاث

---

[1] اور حقائق انا ادنیٰ والی بات پوری ہوئی۔

عبد العصا، وانی واللہ لاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوف یتوفی فی وجعہ ھذا انی لاعرف وجوہ بنی عبد المطلب عند الموت، اذھب بنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلنسئلہ فیمن ھذا الامر ان کان فینا علمنا وان کان فی غیرنا علمنا ہ فاوصی بنا۔ فقال علیؓ انا واللہ لئن سئلنا ھا فمنعنا ھا لا یعطینا ھا الناس بعدہ وانی واللہ لا اسئلھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (بخاری۔ باب مرض النبی)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے دوران جس میں آپؐ کی وفات ہوئی۔ حضرت علیؓ آپ کے پاس سے باہر نکلے۔ لوگوں نے پوچھا "اے ابوالحسن! آج آپؐ کا مزاج کیسا ہے"؟ حضرت علیؓ نے کہا "بحمداللہ تندرست ہیں" یہ سن کر عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے "خدا کی قسم۔ تین دن کے بعد تم غلام بن جاؤ گے۔ اور میں بخدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر وہ آثار دیکھ رہا ہوں جو بنی عبدالمطلب کے خاندان کے لوگوں کے منہ پر بوقت وفات ظاہر ہوتے ہیں۔ سو آؤ حضور اکرمؐ کے پاس چلیں اور امر خلافت کے متعلق پوچھ لیں۔ اگر ہمیں ملتی ہے تو بھی معلوم ہو جائے گا اور دوسروں کو ملتی ہے تو پتہ چل جائے گا۔ تاکہ حضورؐ ہمارے متعلق (حسن سلوک کی) وصیت ہی کر جائیں"۔ حضرت علیؓ نے کہا: "خدا کی قسم! اگر ہم نے حضورؐ سے یہ سوال کیا اور انھوں نے انکار کر دیا تو پھر لوگ آئندہ کبھی خلافت نہ دیں گے۔ لہٰذا بخدا میں حضور اکرمؐ سے کبھی یہ سوال نہیں کروں گا"۔

اس واقعہ سے چند دن پہلے (وفات النبیؐ سے چار دن قبل) مشہور واقعہ قرطاس بھی پیش آیا تھا۔ اس کے راوی عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ اور یہ واقعہ بھی حدیث کی معتبر کتابوں یعنی بخاری مسلم وغیرہ میں مذکور ہے۔ اس کے واقعہ کے نکات یہ ہیں:۔

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلم دوات طلب فرمائی تاکہ ایسا وصیت نامہ لکھوا دیں جس سے امت گمراہ نہ ہو۔

۲۔ حضرت عمرؓ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا۔ حسبنا کتاب اللہ۔ یعنی ہمیں ہدایت کے لیے قرآن کافی ہے۔ لہٰذا اس حالت میں حضورؐ کو تکلیف نہ دینی چاہیے۔

۳- حاضرین میں تکرار شروع ہوگئی کہ قلم دوات لائی جائے یا نہ لائی جائے۔

۴- حضور اکرم نے ایسا شور سن کر فرمایا۔ یہاں سے چلے جاؤ۔

۵- حضرت عبداللہ بن عباس کہا کرتے تھے۔ ہائے مصیبت! وائے مصیبت۔ ہائے جمعرات کا دن، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختلاف اور بک بک نے یہ کتاب نہ لکھوانے دی۔ (اور اس سے حضرت علیؓ کی امامت کے لیے وصیت لکھنا خیال کرتے تھے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب مرض النبیؐ)

علامہ شبلی نعمانی نے اس واقعہ پر کئی پہلوؤں سے تنقید کی ہے۔ مثلاً:-

۱- یہ حدیث کئی طریقوں سے مذکور ہے۔ لیکن ان سب کے راوی صرف عبداللہ بن عباس ہیں۔ جن کا موقع پر موجود ہونا بھی ثابت نہیں۔

۲- حاضرین میں سے کسی نے بھی ایسے اہم واقعہ کو روایت نہیں کیا۔

۳- حضرت عبداللہ بن عباس کی عمر اس وقت صرف ۱۳-۱۴ سال تھی۔

۴- نبیؐ سے ہذیان اور خصوصاً تشریعی امور میں ناممکن ہے۔ نیز حدیث میں کسی ہذیان کی بات کا کوئی ذکر تک نہیں۔

ان تمام باتوں سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی عدالت میں شک نہیں۔ لیکن چونکہ وہ خود موقعہ پر موجود نہ تھے لہذا ممکن ہے انھیں صحیح کوائف نہ پہنچے ہوں۔ (الفاروق۔ واقعہ قرطاس)

پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ یہ تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا محض ایک خیال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کے لیے وصیت نامہ لکھوانا چاہتے تھے۔ مگر حقیقتاً ایسا نہیں تھا۔ کیونکہ اس خیال کی کئی باتیں نفی کرتی ہیں۔ مثلاً:-

۱- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنانے کا ارادہ اور پھر اس سے رک جانا (جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے)

۲- بخاری کے اسی باب میں انہی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ لوگوں کے جانے کے بعد حضورؐ نے تین باتوں کی زبانی وصیت فرمائی۔ ایک یہ کہ مشرکوں کو عرب کے جزیرے سے باہر کر دینا۔ دوسرے ایلچی لوگوں کی اسی طرح خاطر کرنا اور تیسری انھوں نے بیان نہیں کی اور کہا کہ میں بھول گیا۔

۳- بخاری کی اسی باب میں ایک روایت ہے جس کے الفاظ یوں ہیں: جب آپ گھبراتے تو منہ کھول دیتے۔ اسی حالت میں یوں فرماتے۔ یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت۔ انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔"

۲- وفات النبی کے وقت حضرت ابوبکرؓ کی غیر موجودگی

پیر کے دن آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات کے وقت حضرت ابوبکرؓ مدینہ میں موجود نہ تھے بلکہ ایک دن پہلے افاقہ کی خبر سن کر مدینہ سے دو میل دور مقام سُنح اپنے گھر چلے گئے تھے۔ وفات کی خبر سن کر مدینہ تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ کو تو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ حضورؐ وفات پا چکے ہیں۔ آپ بازار میں تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے جو یہ کہے گا کہ حضورؐ فوت ہو چکے ہیں۔ میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔[۱]

حضرت ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ مجھے عائشہؓ نے خبر دی کہ:

ان ابا بکر اقبل علیٰ فرس من مسکنہ بالسُّنح حتی نزل فدخل المسجد فلم یکلم الناس حتیٰ دخل علیٰ عائشۃ فتیمم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مغشّٰی بثوبِ حِبَرَۃ فکشف عن وجھہ ثم اکب علیہ وقبلہ وبکیٰ ثم قال: بابی انت وامی واللہ لا یجمع اللہ علیہ موتتین اما الموتۃ التی کتبت علیک فقد متھا۔

حضرت ابوبکرؓ ایک گھوڑے پر سوار اپنے گھر سُنح سے آئے۔ گھوڑے سے اُتر کر مسجد میں داخل ہوئے کسی سے کوئی بات نہیں کی حتیٰ کہ حضرت عائشہ کے پاس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی نعش) کی طرف گئے۔ آپ کو ایک یمنی کپڑے میں ڈھانپا گیا تھا۔ پھر چہرے سے کپڑا ہٹایا۔ پھر اس پہ جھکے، بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ تعالیٰ آپ کو دو بار نہیں مارے گا۔ بس ایک موت جو اللہ

---

[۱] شبلی نعمانی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا یہ کہنا از راہ مصلحت تھا۔ مدینہ میں اس وقت منافقین کی تعداد کافی تھی اور آپ اس خبر کی فوری تشہیر نہیں چاہتے تھے لیکن مذکورہ حدیث کے مطالعہ سے یہ خیال صحیح معلوم نہیں ہوتا (بخاری۔ باب الاستخلاف)

نے لکھی ہوئی وہ ہو چکی۔

قال الزهری وحدثنی ابو سلمة عن عبد الله ابن عباس ان ابا بکر خرج وعمر یکلم الناس فقال اجلس عمر فابی عمر ان یجلس فاقبل الناس الیه وترکوا عمر فقال ابو بکر" اما بعد! من کان منکم یعبد محمدا صلی الله علیه وسلم فان محمدا قد مات ومن کان منکم یعبد والله فان الله حیٌّ لا یموت - قال الله - ما محمد الا رسول - قد خلت من قبله الرسل —— (الی قوله) الشاکرین"۔

زہری کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو سلمہ نے عبداللہ بن عباس سے یہ روایت بیان کی پھر حضرت حضرت ابو بکرؓ باہر نکلے تو حضرت عمرؓ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے کہ (آنحضرتؐ نہیں مرے) ابو بکرؓ نے ان سے کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ لیکن حضرت عمرؓ نہ بیٹھے۔ پھر لوگ حضرت ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور عمر کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: اما بعد۔ تم میں سے جو شخص محمدؐ کو پوجتا تھا تو بے شک محمدؐ وفات پا چکے۔ اور جو کوئی اللہ کو پوجتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ محمدؐ نبی اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے .... اور یہ آیت آخر شاکرین تک پڑھی"۔

وقال: والله لکانّ الناس لم یعلموا ان الله انزل هذه الایة حتی تلاها ابو بکر فتلقاها منه الناس کلهم فما اسمع بشرًا من الناس الا یتلوها۔

ابن عباس کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ اللہ نے یہ آیت بھی اتاری ہے جب تک حضرت ابو بکرؓ نے یہ آیت نہ پڑھی پھر ابو بکرؓ سے لوگوں نے یہ آیت سیکھی پھر جسے دیکھو وہی آیت پڑھ رہا تھا۔

فَاَخْبَرَنِی سعید بن المسیب ان عمر قال: والله ما هو الا ان سمعت ابابکر تلاها فعقرتُ حتّی ما تقلّنی رجلای وحتّی اهویتُ الی الارض حین سمعتهٗ تلاها ان النبی صلی الله علیه وسلم قد مات (بخاری - کتاب المغازی - باب مرض النبی)

زہری نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے۔ بخدا! مجھے یوں معلوم ہوا کہ میں نے یہ آیت ابو بکرؓ کے تلاوت کرنے سے پہلے سنی ہی نہ تھی اور جب سنی تو میں سہم گیا۔ دہشت کے مارے میرے پاؤں نہیں اٹھتے تھے۔ میں زمین پر گر گیا۔ اور

جب میں نے ابوبکرؓ کو یہ آیت پڑھتے سنا تب مجھے معلوم ہوا کہ واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔

۳۔ خلافت کے لیے انصار کی کوشش اور بیعتِ ابوبکرؓ

ادھر صحابۂ کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔ ادھر انصار کے کچھ لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ یہ انصار بھی خلافت کے امیدوار تھے۔ بلحاظ آبادی یہ مدینہ میں اکثریت میں تھے۔ اور دو قبیلوں اوس اور خزرج پر مشتمل تھے۔ ان کے سردار سعد بن عبادہ — جو خزرج سے تعلق رکھتے تھے — خلافت کے امیدوار تھے۔ انھوں نے ہی اپنے ساتھیوں کو یہاں امر خلافت طے کرنے کے لیے اکٹھا کیا تھا۔ انھیں حضور اکرمؐ کا یہ ارشاد اذا بویع للخلیفتین فاقتلوا الآخر منھما (مسلم کتاب الامارة) (جب دو خلیفوں کی بیعت ہونے لگے تو پچھلے کو قتل کر دو) خوب یاد تھا۔ اس لیے وہ چاہتے تھے کہ اس موقع کو غنیمت جان کر فوری طور پر امیر کا انتخاب کر لیا جائے۔ انھیں یہ بھی علم تھا کہ اگر مہاجر بھی یہاں پہنچ گئے تو پھر ان کی دال نہیں گلے گی۔ لہٰذا وہ اس معاملہ کو جلد از جلد طے کرنے پر تلے ہوئے تھے اور یہ بات چیت شروع کر دی تھی۔ اس واقعہ کی اطلاع جس طرح مہاجرین کو ہوئی وہ حضرت عمرؓ کی زبانی سنیے[1]۔

بینما نحن فی منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رجل ینادی من وراء الجدار ان اخرج الیّ یا ابن الخطاب. فقلت: الیک عنّی فانا عنک مشاغیل - یعنی بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ: قد حدث امرٌ فان الانصار اجتمعوا فی سقیفة بنی ساعدة فادرکوھم ان یحدثوا امرًا ان یکون فیہ حرب - فقلت لابی بکر انطلق -

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتہً دیوار کے پیچھے سے ایک آدمی (مغیرہ بن شعبہ) نے آواز دی۔ اے ابن الخطاب ذرا باہر آؤ۔ میں نے کہا۔ چلو ہٹو! ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بندوبست میں مشغول ہیں؟ اس نے کہا کہ ایک حادثہ پیش آیا ہے یعنی انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہوئے

---

[1] اَوْ یَتَّمَنَّ مُتَمَنٍّ والی بات پوری ہو گئی۔ (مرتّب) [2] فتح الباری ج ۷، ص ۲۳ (بحوالہ الفاروق۔ شبلی ص ۱۱۳، ۱۱۴)

ہیں۔ اس لیے جلد پہنچ کر ان کی خبر لو۔ ایسا نہ ہو کہ انصار کچھ ایسی باتیں کر بیٹھیں جس سے لڑائی چھڑ جائے۔ اس وقت میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ چلو۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچنے کے متعلق بخاری کی درج ذیل روایت ملاحظہ فرمایئے:۔

عن عمر قال حین توفی اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الانصار اجتمعوا فی سقیفۃ بنی ساعدۃ فقلت لابی بکر انطلق بنا فجئناھم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ (بخاری کتاب الاعتصام باب ماجاء فی السقائف)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا تو انصار بنی ساعدہ کے منڈوے میں جمع ہوئے۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ پھر ہم اس سقیفہ میں انصار کے پاس پہنچے۔

اس حدیث میں لفظ بنا (ہمارے ساتھ) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سقیفہ جانے والے بزرگ قریش دو سے زیادہ تھے۔ آئندہ بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراحؓ بھی بھی ان کے ہمراہ تھے اور بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سقیفہ مذکور میں قریش سے کل چار یا زیادہ سے زیادہ پانچ آدمی پہنچے تھے۔ درج ذیل روایت حضرت عمرؓ کے اس طویل خطبہ کا آخری حصہ ہے جو انھوں نے اپنی خلافت کے آخری سال مسجد نبوی میں دیا تھا۔ یہ انتخاب ابوبکرؓ کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔

ثم انہ بلغنی ان قائلاً منکم یقول واللہ لو مات عمر بایعت فلانا فلا یغترن امرؤ انما کانت بیعۃ ابوبکر فلتۃ وتمت الا وانھا کانت کذلک ولکن اللہ قد وقی شرھا ولیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر من بایع رجلا عن غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ھو ولا الذی بایعہ تغرۃ ان یقتلا۔

وانہ قد کان من خبرنا حین توفی اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان الانصار خالفونا واجتمعوا باسرھم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وخالف عنا علیؓ والزبیر ومن معھما واجتمع المھاجرون الی ابی بکر فقلت فقلت لابی بکر یا ابابکر انطلق بنا الی اخواننا ھؤلاء من الانصار فانطلقنا نریدھم فلما دنونا منھم لقینا منھم رجلان صالحان فذکرا ما تمالأ علیہ

القوم فقالوا اين تريدون يا معشر المهاجرين؟ فقلنا نريد اخواننا هؤلاء
من الانصار. فقالا لا عليكم ان لا تقربوهم اقضوا امركم. فقلت والله
لناتينهم فانطلقنا حتى اتيناهم في سقيفة بني ساعدة فاذا رجل
مزمل بين ظهرانيهم. فقلت من هذا؟ فقالوا هذا سعد بن عبادة
فقلت ماله؟ قالوا يوعك. فلما جلسنا قليلا تشهد خطيبهم فاثنى
على الله بما هو اهله ثم قال اما بعد، نحن انصار الله كتيبة الاسلام
وانتم معشر المهاجرين رهط وقد دفت دافة من قومكم فاذا هم
يريدون ان يختزلونا من اصلنا وان يحضنونا من الامر. فلما سكت
اردت ان اتكلم وكنت زورت مقالة اعجبتني، اريد ان اقدمها
بين يدي ابو بكر وكنت اداري منه بعض الحد فلما اردت ان
اتكلم، قال ابوبكر على رسلك. فكرهت ان اغضبه فتكلم ابوبكر
فكان هو احلم مني واوقر والله ما ترك من كلمة اعجبتني في
تزويري الا قال في بديهته مثلها او افضل منها حتى سكت
فقال ما ذكرتم فيكم من خير فانتم له اهل ولن يعرف هذا
الامر الا لهذا الحي من قريش هم اوسط العرب نسبا ودارا وقد
رضيت لكم احد هذين الرجلين فبايعوا ايهما شئتم فاخذ بيدي
وبيد ابي عبيدة بن الجراح وهو جالس بيننا. فلم اكره مما قال
غيرها والله ان اقدم فيضرب عنقي لا يقربني ذلك من اثم احب
الي من ان اتأمر على قوم فيهم ابوبكر. اللهم الا ان تسول على نفسي
عند الموت شيئا لا اجده الآن. فقال قائل من الانصار: انا
جذيلها المحكك وعذيقها المرجب. منا امير ومنكم امير يا معشر
قريش فكثر اللغط وارتفعت الاصوات حتى فرقت من الاختلاف
فقلت ابسط يدك يا ابا بكر. فبسط يده فبايعته وبايعه المهاجرون
ثم بايعته الانصار. ونزونا على سعد بن عبادة فقال قائل منهم
قتلتم سعد بن عبادة. فقلت قتل الله سعد ابن عبادة. قال عمر:

وانا واللہ ما وجدنا فیما حضرنا من امر اقوی من مبایعۃ ابی بکر خشینا ان فارقنا القوم ولم تکن بیعۃ ان یبایعوا رجلا منھم بعدنا فاما بایعناھم علی ما لا ترضی واما نخالفھم یکون فساد فمن بایع رجلا ان غیر مشورۃ من المسلمین فلا یتبایع ھو والذی بایعہ تغرۃ ان یقتلا۔ (بخاری۔ کتاب المحاربین، باب رجم الحبلی)

پھر مجھے یہ خبر بھی ملی ہے۔ تم میں سے کسی نے یوں کہا: "اگر عمرؓ مر گیا تو فلاں شخص سے بیعت کر لوں گا۔" دیکھو! تم میں سے کسی کو یہ دھوکا نہ ہو کہ وہ ایسا کہنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ہنگامی حالات میں ہوئی اور پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ بے شک حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ناگہانی ہوئی تھی تاہم اللہ تعالیٰ نے اس (طرح کی) بیعت کی برائی سے (امت کو) بچا لیا۔ پھر تم میں سے (آج) حضرت ابوبکرؓ کی طرح (متقی اور پرہیزگار) کون ہے؟ جس سے ملنے کے لیے لوگ سفر کرتے ہوں۔ تو اب جس کسی نے مسلمانوں سے مشورے کے بغیر کسی کی بیعت کی تو بیعت کرنے والا اور جس کی بیعت کی گئی ہو دونوں اپنی جانیں گنوا بیٹھیں گے۔

پھر ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا تو انصار نے ہماری مخالفت کی۔ اور اپنے حمائتیوں سمیت بنو ساعدہ کے منڈوے میں اکٹھے ہوئے۔ ادھر حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور ان کے ساتھی بھی ہمارے مخالف تھے۔ باقی مہاجرین حضرت ابوبکرؓ کے پاس جمع ہوئے۔ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: "اے ابوبکرؓ! اپنے انصار بھائیوں کے پاس ہمارے ساتھ چلیے۔" سو ہم ان کے پاس آنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو دو نیک بخت انصاری[۱] آدمی (عویم بن ساعدہ اور عاصم بن عدی) ہم سے ملے انھوں نے وہ سب کچھ تبلایا جس پر (سقیفہ میں جمع انصار) تلے ہوئے تھے (یعنی سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنانے پر) پھر انھوں نے کہا۔ "اے مہاجر بھائیو! تم کہاں جا رہے ہو؟" ہم نے کہا ان انصاری بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ وہاں مت جاؤ۔ تمھیں جو

---

[۱] معلوم ہوا کہ انصار بھی سارے حضرت سعد بن عبادہ کے تقرر خلافت پر راضی یا متفق نہ تھے۔

کرنا ہے کر ڈالو (خلیفہ منتخب کر لو)" میں نے کہا۔ خدا کی قسم! ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے۔ آخر ہم سقیفہ بنی ساعدہ پہنچ گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ان میں سے ایک آدمی کپڑا اوڑھے بیٹھا ہے۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ لوگوں نے کہا "یہ سعد بن عبادہ ہیں۔" میں نے پوچھا "اسے کیا تکلیف ہے؟" کہا گیا۔ "انھیں بخار آ رہا ہے۔" ہم تھوڑی دیر ہی بیٹھے تھے کہ ان کے خطیب (ثابت بن قیس یا اور کسی نے) تشہد پڑھا۔ پھر اللہ کی ثنا بیان کی۔ جیسی کہ اسے سزاوار ہے۔ پھر کہنے لگے۔ ہم اللہ (کے دین) کے مددگار اور اسلام کی فوج ہیں اور اے مہاجرین تم تھوڑی سی جماعت ہو۔ تم میں سے ایک چھوٹی سی جماعت اپنی قوم (قریش) سے نکل کر ہم میں آ رہی۔ تو اب تم یہ چاہتے ہو کہ ہماری بیخ کنی کر دو اور ہمیں خلافت سے محروم کر دو۔" خطیب جب چپ ہوا تو میں نے گفتگو کرنا چاہی۔ میں نے ایک عمدہ تقریر اپنے ذہن میں سوچ رکھی تھی اور چاہتا تھا کہ حضرت ابو بکرؓ کے بات کرنے سے پہلے شروع کر دوں اور میں اس تقریر سے وہ تلخی دور کرنا چاہتا تھا جو اس خطیب کی تقریر سے پیدا ہوئی۔ پھر جب میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ ذرا ٹھہر جاؤ۔ میں نے حضرت ابو بکرؓ کو خفا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ سو حضرت ابو بکرؓ نے تقریر شروع کی۔ اور خدا کی قسم! وہ مجھ سے زیادہ عقلمند اور متین تھے۔ اور جو عمدہ تقریر میں نے اپنے ذہن میں سوچ رکھی تھی اس میں سے کوئی بات نہ چھوڑی اور سب کچھ فی البدیہہ کہہ دیا۔ بلکہ میری سوچی ہوئی تقریر سے بہتر تقریر فرمائی۔ پھر خاموش ہو گئے۔ ان کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا۔ "انصاری بھائیو! تم نے جو اپنی فضیلت اور بزرگی بیان کی وہ سب درست ہے اور تم بے شک اس کے سزاوار ہو مگر خلافت قریش کے سوا کسی اور قبیلہ کے لیے نہیں ہو سکتی کیونکہ قریش ازروئے نسب اور خاندان تمام عرب قبائل سے بڑھ کر ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم ان دو آدمیوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو جسے تم چاہو۔ پھر میرا اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح — جو لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کا ہاتھ تھاما۔

(حضرت عمرؓ کہتے ہیں) کہ مجھے حضرت ابو بکرؓ کی کوئی بات بھی اتنی ناپسندیدہ معلوم نہ ہوئی جتنی یہ بات۔ خدا کی قسم! اگر مجھے آگے لا کر میری گردن مار دی جاتی تو

میں کسی گناہ میں ملوث بھی نہ ہوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند تھا کہ میں ان لوگوں کی سرداری کروں جن میں ابوبکرؓ موجود ہوں۔ میرا اب تک بھی یہی خیال ہے۔ یہ اور بات ہے کہ مرتے وقت میرا نفس مجھے بہکا دے اور میں کوئی دوسرا خیال کروں جو اب نہیں کرتا۔

پھر انصار میں کا ایک خطیب (حباب بن منذر) کہنے لگے "میں وہ لکڑی ہوں جس سے اونٹ رگڑ کر اپنی کھجلی کی تکلیف رفع کرتے ہیں اور وہ باڑ ہوں جو درخت کے گرد لگائی جاتی ہے (یعنی لوگوں کا معتمد علیہ، مدبر اور محافظ ہوں) میری تجویز یہ ہے کہ) ایک امیر ہم میں سے ہو اور اے قریش! ایک امیر تم میں سے ہو" اس تجویز پر غل مچ گیا۔ اور کئی طرح کی آوازیں بلند ہونے لگیں (حضرت عمرؓ کہتے ہیں) کہ میں ڈر گیا کہ امت انتشار و اختلاف کا شکار نہ ہو جائے۔ سو میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا۔ اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ انھوں نے ہاتھ بڑھایا تو میں نے بیعت کی اور مہاجرین نے بیعت کی۔ پھر انصار نے بیعت کی۔ پھر ہم سعد بن عبادہ کی طرف بڑھے۔ کسی نے کہا "تم نے سعد بن عبادہ کو ہلاک کر ڈالا"؟ تو میں نے کہا اسے اللہ نے ہلاک کیا ہے۔

(راوی کہتا ہے) حضرت عمرؓ نے اس خطبہ میں یہ بھی فرمایا۔ اس وقت ہمیں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے علاوہ کوئی چیز ضروری معلوم نہیں ہوئی۔ ہمیں یہ خطرہ تھا کہ اگر ہم لوگوں سے جدا رہے جب تک ابھی تک بیعت نہ ہوئی تھی وہ کسی اور شخص کی بیعت کر بیٹھتے تو پھر دو ہی صورتیں تھیں) یا تو ہم اس شخص کی بیعت پر مجبور ہو جاتے یا مخالفت کرتے تو آپس میں فساد (پھوٹ) پڑ جاتا۔ دیکھو! میں پھر یہی کہتا ہوں کہ جو شخص بغیر مسلمانوں کے صلاح مشورہ کے کسی کی بیعت کرے۔ تو دوسرے لوگ اس کی (بیعت کرنے میں) پیروی نہ کریں۔ نہ اس کی جس سے بیعت کی گئی۔ کیونکہ دونوں اپنی جانیں گنوا بیٹھیں گے۔"

حافظ ابن کثیر سیرۃ النبویہ ج ۴ صفحہ ۴۹۱ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا تو انھوں نے

لہ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح نے بھی اس قسم کے الفاظ کہہ کر حضرت ابوبکرؓ کی موجودگی میں خلافت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

اس کا اعتراف بھی کیا تھا۔

ولقد علمتَ یا سعد! ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال — وانت قاعد — قریشٌ ولاۃُ ھذا الامر، فبرُّ الناس تبع لبرّھم وفاجرھم لفاجرھم۔ فقال لہ سعد: صدقتَ، نحن الوزراء وانتم الامراءُ"

"اے سعد! تم خوب جانتے ہو کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا— اس وقت تم موجود تھے۔ "قریش امر خلافت کے والی ہیں۔ ان کے نیک نیکوں کا اور فاجر فاجروں کا اتباع کرتے ہیں۔" تو سعدؓ نے جواب دیا۔ "آپ نے سچ کہا۔ ہم وزیر ہوں گے اور تم امیر"

۴۔ بنو ہاشم کی بیعت میں تاخیر

جب انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے متعلق مسئلہ چھیڑ ہی دیا۔ تو اس مسئلہ کی اہمیت اس بات کی متقاضی تھی کہ سب سے پہلے اب ادھر توجہ کی جائے۔ حضرت ابوبکرؓ اور ان کے چند ساتھی تو سقیفہ بنی ساعدہ پہنچ گئے۔ لیکن بنو ہاشم وہاں عمداً نہیں گئے۔ کیونکہ سقیفہ مذکورہ میں موجود انصار و مہاجرین میں سے کوئی گروہ بھی حضرت علیؓ کے دعویٰ کی تائید کو تیار نہ تھا۔ لہٰذا انھوں نے حضرت فاطمہؓ بنت رسولؐ کے گھر کا رخ کیا۔ بخاری شریف کی مذکورہ طویل حدیث کی شرح میں فتح الباری میں امام مالکؒ سے یہ روایت درج ہے۔ از سیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۸۰)

وان علیاً والزبیر ومن کان معھما تخلّفوا فی بیت فاطمۃ بنت رسول اللّٰہ۔

اور علیؓ اور زبیرؓ اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے، وہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے گھر میں الگ جمع ہو گئے۔

یہ بنو ہاشم گو تعداد میں کم تھے مگر اپنے دعوے میں متشدد تھے۔ طبری جلد ۳ کی یہ روایت اس معاملہ پر روشنی ڈالتی ہے۔

فتخلّف علیٌّ والزبیر واخترط الزبیر سیفہ وقال: لااغمدہ حتی یبایع علیٌّ۔

اور حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے علیحدگی اختیار کی اور حضرت زبیرؓ نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا: جب تک حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے میں تلوار کو

میان میں نہ ڈالوں گا۔"

۵ - بیعتِ عامہ

وفات النبی کے دن ہی یعنی پیر کو سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابو بکرؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو اس سے اگلے دن یعنی منگل کو مسجد نبوی میں عام بیعت ہوئی۔ اس کی تفصیل درج ذیل حدیث سے واضح ہے:۔

اخبرنی انس بن مالکٍ انہ سمع خطبۃ عمر الاخرۃ حین جلس علی المنبر وذلک الغد من یوم توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتشہد وابوبکر صامت لا یتکلم قال: کنت ارجوا ان یعیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی ید برنا یرید بذلک ان یکون آخرھم فان یک محمدٌ فقد مات فان اللہ تعالی قد جعل اظہرکم نوراً تہتدون بہ ھدی اللہ محمداً صلی اللہ علیہ وسلم وان ابابکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثانی اثنین فانہ اولی المسلمین باموکم فقوموا فبایعوہ وکانت طائفۃ منہم قد بایعوہ قبل ذلک فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وکانت بیعۃ العامۃ علی المنبر۔ قال الزھری عن انس ابن مالک سمعت عمر یقول لابی بکر یومئذٍ اصعد المنبر فلم یزل حتی صعد المنبر فبایعہ الناس عامۃ۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب الاستخلاف)

مجھ کو انس بن مالکؓ نے خبر دی۔ انھوں نے حضرت عمرؓ کا دوسرا خطبہ سنا جب وہ منبر پر بیٹھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن انھوں نے سنایا۔ انھوں نے تشہد پڑھا۔ حضرت ابو بکرؓ خاموش بیٹھے رہے۔ کوئی بات نہ کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا مجھے یہ امید تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک زندہ رہیں گے جب ہم دنیا سے اٹھ جائیں گے اور آپ ہم سب کے بعد وفات پائیں گے۔ خیر اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے تم میں ایک نور باقی رکھا ہے جس سے تم راہ پاتے رہو گے۔ اسی نور سے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی راہ بتلائی اور بلاشبہ ابو بکر صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص رفیق اور ثانی اثنین

ہیں۔ تمام مسلمانوں میں ان کو خلافت کا زیادہ حق ہے، سو اٹھو اور ان سے بیعت کرو۔

(حضرت عمرؓ نے یہ خطبہ اس وقت سنایا) جب مسلمانوں کا ایک گروہ پہلے ہی بنی ساعدہ کے منڈوے میں ابوبکرؓ سے بیعت کر چکا تھا (وہ بیعت خاص تھی) یہ بیعت عام مسجد نبوی میں منبر پر ہوئی۔

اسی سند سے زہری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ سے برابر یہی کہتے رہے۔ اٹھو! منبر پر چڑھو۔ حتیٰ کہ وہ منبر پر چڑھے اور عوام الناس نے ان سے بیعت کی۔

۶۔ حضرت علی کی بیعت

سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکرؓ نے اپنی تقریر کے دوران جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش کیا کہ آئمہ قریش سے ہوں گے۔ تو جماعتِ انصار نے اس فرمان کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ حضرت بشیر بن سعدؓ خزرجی نے حضرت ابوبکرؓ کے خیالات کی پرزور تائید کی اور فرمایا:

"ہم نے اسلام کا بول بالا کرنے کے لیے جو کچھ کیا ہے وہ فقط اطاعتِ رسول اور رضائے الٰہی کے لیے تھا۔ یہ مناسب نہیں کہ ہم اس کے عوض متاعِ دنیا کے خواہاں ہوں۔ ہمیں اجر دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ خلافت کی مستحق تم سے زیادہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہو سکتی ہے۔ تم لوگ اللہ کا خوف کرو اور مخالفت سے باز آؤ۔"

(طبری جلد ۳ صفحہ ۲۲۱)

چنانچہ اسی مجمع میں سے بیشتر انصار نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ باقی نے دوسرے دن بیعت کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کچھ تعرض نہیں فرمایا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ "انصار میں سے جو کوئی نیک ہو اس کی قدر کرنا اور جو برا ہو اس کے قصور سے درگزر کرنا" (بخاری۔ کتاب المناقب باب اقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم)

ایک روایت کے مطابق حضرت سعد بن عبادہؓ نے اسی دن بعد میں بیعت کر لی۔

البتہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ بعد حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ جبکہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا انتقال ہو گیا۔ اس دوران کبھی کبھار بنو ہاشم حضرت فاطمہؓ کے مکان پر جمع ہو کر مشورے کرتے رہتے۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طبری نے تاریخ کبیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ

نے ایک بار حضرت فاطمہؓ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا:[1]

"یا بنت رسول اللہ! خدا کی قسم آپ ہم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ تاہم اگر لوگ آپ کے یہاں اس طرح مجمع کرتے رہے تو میں ان لوگوں کی وجہ سے گھر میں آگ لگا دوں گا۔"

گو اس روایت کی صحت کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم حضرت عمرؓ کی تندئ مزاج سے یہ بات بعید نہ تھی اور یہی مزاج کی تندی بعض دفعہ بڑے بڑے اٹھنے ہوئے فتنوں کو دبا دیتی تھی۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمرؓ کو نامزد کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس معاملہ کے متعلق حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت عثمانؓ سے مشورہ کر چکے تو حضرت طلحہؓ نے آپ کے پاس آکر کہا تھا:

"آپ کی موجودگی میں حضرت عمرؓ نے ہمارے ساتھ کیا برتاؤ کیا تھا؟ اب خلیفہ ہوں گے تو خدا جانے کیا کریں گے اور آپ اس بارے میں خدا کو کیا جواب دیں گے؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ میں خدا سے کہوں گا۔ میں نے اس شخص کو امیر بنایا جو تیرے بندوں میں سب سے زیادہ اچھا تھا۔"

حضرت علیؓ کی بیعت کی تفصیل بخاری۔ کتاب المغازی باب غزوہ خیبر میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے بغرض اختصار اس طویل حدیث کے چیدہ چیدہ اقتباسات یہ ہیں:

۱۔ "حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ کے متعلق لوگوں کی وہ توجہ نہ رہی جو پہلے تھی۔ لہٰذا حضرت علیؓ نے بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

۲۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو اکیلے گھر پر آنے کی دعوت دی۔ دونوں ایک دوسرے کے مناقب بیان کرتے رہے۔ حضرت علیؓ نے یہ شکوہ کیا کہ آپ نے امر خلافت میں ہمیں مشورہ میں شامل نہیں کیا۔ آخر حضرت علیؓ نے کہا کہ شام کو میں مسجد نبوی میں بیعت کروں گا۔

۳۔ لیکن یہ بیعت ظہر کی نماز کے بعد ہی واقع ہو گئی۔ پہلے حضرت ابو بکرؓ حضرت علیؓ کے فضائل بیان کیے پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے اور اپنی معذرت پیش کی۔ لوگوں کو اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ حضرت علیؓ "معروف" کی طرف لوٹ آئے ہیں اور اب وہ پہلے سے

[1] بحوالہ الفاروق۔ شبلی نعمانی۔ خلافت ابو بکر۔

زیادہ حضرت علیؓ سے محبت کرنے لگے"۔

۷- امرِ خلافت پر تنقید

اب یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ انصار سے سعد بن عبادہؓ اور بنو ہاشم سے حضرت علیؓ جو خلافت کے امیدوار تھے کیا وہ اس دعوئی میں حق بجانب تھے یا نہیں؟ اور کیا ان کا انتخاب ممکن بھی تھا یا نہیں۔

ہم پیراگراف ۵ میں ایسی پانچ مستند اور صحیح احادیث درج کر چکے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ طلبِ امارت یا اس کی آرزو کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا مندرجہ بالا دونوں بزرگوں کے اس دعوئی اور اقدامات بشری کمزوریوں کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ان کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ تاہم وہ انسان ہی تھے، فرشتے یا معصوم من اللہ نہیں تھے۔

رہے حضرت ابوبکرؓ جن کی افضلیت کے سب قائل تھے (پیراگراف ۳) اور جن کی خلافت سے متعلق بہت سے اشارات بھی ملتے ہیں (پیراگراف ۳) ان کا امارت کی طلب کرنا ہرگز ثابت نہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو مدینہ میں موجود ہی نہ تھے۔ یہ اطلاع ملنے پر مدینہ آئے تو ایسا کوئی ذکر نہیں کیا۔ بلکہ ان کے ساتھی حضرت عمرؓ تو یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہ تھے کہ حضور وفات پا چکے ہیں۔ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوتے تو وہاں سے سقیفہ بنی ساعدہ کے سلسلہ میں بلایا گیا۔ آئے، تقریر فرمائی تو صرف اس طرف توجہ دلائی کہ بموجب فرمانِ نبوی خلافت قریش میں ہوگی۔ خود قطعاً دعوئی نہیں کیا۔ بلکہ حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہؓ بن الجراح کا نام لیا تو جس طرح حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا کہ آپ کی موجودگی میں خلیفہ بننا ہمیں سخت ناگوار ہے۔ آپ نماز میں آپ کے خلیفہ، سب سے افضل اور ثانی اثنین فی الغار ہیں۔ بالکل اسی طرح کا جواب حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے بھی دیا (طبری جلد ۳ ص ۲۲۱) آخر حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ اٹھا کر بیعت کی۔ تو سب لوگوں نے بیعت کر لی۔

وہ اپنے خلیفہ بن جانے پر بھی چنداں خوش نہ تھے۔ جیسا کہ خلافت کے بعد ان کی پہلی تقریر سے ثابت ہوتا ہے (ملاحظہ ہو طلب امارت اور اس کی آرزو ص ۱۰۸) نیز آپ نے اپنی وفات کے وقت بھی یوں فرمایا تھا۔

وَدِدْتُ اَنِّیْ یَوْمَ سَقِیْفَۃِ بَنِیْ سَاعِدَۃَ کُنْتُ قَذَفْتُ الْاَمْرَ فِیْ عُنُقِ

احد الرجلین ۔ یرید عمر و ابا عبیدہ ۔ فکان احد هما امیرًا وکنت وزیرًا (طبری ج ۳ ص ۲۳۰)

سقیفہ بنی ساعدہ کے دن میں چاہتا تھا کہ امر خلافت کا بار عمرؓ اور ابو عبیدہؓ میں سے کسی ایک کے سر پر ڈال دوں تاکہ ان میں سے کوئی ایک امیر بن جاتا اور میں وزیر ہوتا

اسی طرح حضرت عمرؓ اپنے خلیفہ نامزد ہونے پر چنداں خوش نہ تھے اور اس کا اظہار حضرت عمرؓ نے ایک تو اپنی وفات کے وقت کیا (دیکھیے انتخاب عثمانؓ) اور دوسرے اس بے رغبتی کا اظہار حضرت عمرؓ کے اس قول سے بھی ہوتا ہے جب غزوہ خیبر کے متعلق حضور اکرمؐ نے یہ فرمایا کہ کہ میں کل جھنڈا اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو خیبر فتح کرے گا۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے۔

ما احببت الامارۃ الا یومئذ (مسلم۔ فضائل علی ابن ابی طالب)

مجھے اس دن کے علاوہ کبھی امارت کی خواہش نہ ہوئی۔

گویا اس لحاظ سے بھی حضرت ابو بکرؓ کی امارت کے لیے افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ کی خلافت پر اتفاق دو وجہ سے ناممکن تھا۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ قبیلہ قریش اپنی دینی و دنیوی برتری کی وجہ سے کسی فیصلہ کو اپنا ہمسر نہ سمجھتے تھے لہٰذا وہ کسی دوسرے قبیلہ کے آگے سر تسلیم خم کرنے کو تیار نہ تھے اور نہ ہی دوسرے قبائل اپنے ہمسر یا اپنے سے کم تر قبیلہ کی فرمانروائی قبول کر سکتے تھے۔ اسی حقیقت کو حضرت ابو بکرؓ نے ان الفاظ میں واضح فرمایا ہے:

ان العرب لا تعرف هذا الامر الا لهذا الحی من قریش (بخاری۔ کتاب المحاربین)

اہل عرب قبیلہ قریش کے علاوہ کسی دوسرے کی خلافت تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ انصار خود دو گروہ تھے۔ اوس اور خزرج اور ان کا باہم اتفاق نہ تھا گو خزرج تعداد میں زیادہ تھے اور اوس کی حیثیت بھی ثانوی قسم کی تھی تاہم ان میں باہمی رقابت کی کبھی ہوئی چنگاریاں ابھی تک موجود تھیں۔ ان حالات میں بہتر یہی تھا کہ کسی لائق تر شخص کا انتخاب کر کے انصار کے اس دعویٰ کو دبا دیا جاتا۔ اور اگر امارت کی بحث پہلے سے شروع نہ ہو چکی ہوتی تو حضرت ابو بکرؓ کا فوری اور متفقہ انتخاب عین حکمت تھا۔

اور تیسری وجہ یہ بھی تھی کہ انصار اور پھر خزرج کے قبائل میں سے بنو ساعدہ کو تقویٰ اور بزرگی کے لحاظ سے کوئی خاص مقام حاصل نہ تھا۔ جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے اس روایت کے راوی بذات خود انصاری ہیں اور سعد بن عبادہؓ کے ذیلی قبیلہ، قبیلہ بنو ساعدہ

سے تعلق رکھتے ہیں۔

عن ابی حُمَیدٍ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "اِنّ خیرُ دُورِ الانصار دار بنی النجار ثُمّ عبد الاشھل ثم دار بنی الحارث ثم بنی ساعدۃ و فی کل دُورِ الانصار خیر" فلحقنا سعد بن عبادۃ فقال ابو اُسید: "الم تر انّ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الانصار فجعلنا اخیرًا" فادرک سعد النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ خیر دُورِ الانصار فجعلتنا اٰخرًا۔ فقال: اَوَ لیس یُحسبکم ان تکونوا من الخیار (بخاری - کتاب المناقب - باب فضل دُورِ الانصار)

ابوحمید ساعدی کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہتر گھرانہ انصار کا بنی نجار کا گھرانہ ہے، پھر عبدالاشہل کا، پھر بنی حارث کا، پھر بنی ساعدہ کا اور انصار کے سب گھرانے اچھے ہیں۔" پھر سعد بن عبادہ ابو اُسید سے ملے تو کہنے لگے "ابو اُسید! تم نہیں دیکھتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف بیان کی تو ہم کو آخر میں کر دیا۔ پھر سعد بن عبادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا۔" یا رسول اللہ! انصار کے گھرانوں کی تعریف ہوئی تو ہمیں آخری درجہ دیا گیا؟" آپ نے فرمایا: "کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم اچھے لوگوں میں شمار ہوئے (اوّل، آخر کی کیا بات ہے)

بنو ہاشم بوجہ قرابت امارت کے دعوے دار اور اس نظریہ میں متشدد بھی تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے ان سے امارت ظلماً اور حسداً چھین لی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے تعلقات قریش کے ساتھ کچھ ایسے پیچ در پیچ تھے کہ قریشی کسی طرح ان کے آگے سر نہیں جھکا سکتے تھے۔ علامہ طبری نے حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس کے درمیان ایک مکالمہ نقل کیا ہے۔ جس سے اس حقیقت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

حضرت عمرؓ: عبداللہ بن عباس! علی ہمارے ساتھ کیوں نہیں شریک ہوئے؟

عبداللہ بن عباسؓ: میں نہیں جانتا۔

حضرت عمرؓ: تمہارے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہو۔ پھر تمہاری قوم تمہاری طرف دار کیوں نہیں ہوئی؟

عبداللہ بن عباس: میں نہیں جانتا۔

حضرت عمرؓ : لیکن میں جانتا ہوں۔ تمھاری قوم تمھارا سردار ہونا گوارا نہیں کرتی تھی۔
عبداللہ بن عباسؓ : کیوں؟
حضرت عمرؓ : وہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ایک ہی خاندان (بنو ہاشم) میں نبوت اور خلافت دونوں آجائیں۔ شاید تم یہ کہو گے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ہمیں خلافت سے محروم کردیا ہے۔ لیکن خدا کی قسم! یہ بات نہیں۔ ابوبکرؓ نے وہ کیا جس سے زیادہ کوئی مناسب نہیں ہوسکتی تھی۔ اگر وہ تم کو خلافت دینا بھی چاہتے تو تمھارے حق میں کچھ مفید نہ ہوتا۔" (طبری صفحہ ۲۷۶۸ بحوالہ الفاروق صفحہ ۲۶۶)

حضرت عمرؓ کا استخلاف

حضرت ابوبکرؓ کو اگرچہ مدتوں کے تجربے سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ خلافت کا بارِ گراں حضرت عمرؓ کے سوا اور کسی سے اٹھ نہیں سکتا۔ لہٰذا آپ نے حضرت عمرؓ کو نامزد کر دینے کا عزم کر لیا۔ اس نامزدگی سے متعلق آپ اکابر صحابہؓ کی رائے کا بھی اندازہ کرنا چاہتے تھے۔ ہم اس سلسلہ میں طبری جلد ۳ صفحہ ۴۲۸ تا صفحہ ۴۳۳ سے چیدہ چیدہ اقتباس پیش کر رہے ہیں:-

۱- وعقد ابوبکر فی مرضته التی توفی فیها لعمر بن الخطاب عقد الخلافة من بعده۔

وذکر انه لما اراد العقد له دعا عبد الرحمٰن بن عوف فیما ذکر ابن سعد، عن الواقدی .... قال لما نزل بابی بکر رحمه الله الوفاة فدعا عبد الرحمٰن بن عوف، فقال: اخبرنی عن عمر فقال، یا خلیفة رسول الله! هو والله افضل من رایک فیه من رجل، ولکن فیه غلظة۔

فقال ابوبکر: ذٰلک لانه یرانی رقیقا۔ ولو افضی الامر الیه لترک کثیرا مما هو علیه۔

اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنی مرض الموت میں اپنے بعد کے لیے حضرت عمر بن الخطاب کو خلیفہ مقرر فرمایا۔

کہا گیا ہے کہ جب انھوں نے خلیفہ مقرر کرنے کا ارادہ کر لیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا جیسا کہ ابن سعد نے، اس نے واقدی سے .... ذکر کیا ہے۔ کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے عبدالرحمان بن عوف کو بلایا اور کہا۔ عمرؓ کے متعلق کیا خیال ہے؟ حضرت عبدالرحمانؓ نے کہا۔ اے خلیفہ رسولؐ! حضرت عمرؓ آپ کی رائے بھی زیادہ بہتر ہیں۔ لیکن مزاج میں سختی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ "وہ اس لیے تھی کہ میں نرم تھا۔ جب خلافت کا بوجھ سر پہ

پڑے گا تو سب سختیاں دور ہو جائیں گی۔

۲۔ ثم دعا عثمان بن عفان، قال: یا ابا عَبْدُ اللّٰہِ۔ اخبرنی عن عمر۔ قال: انت اَخْبَرُ بِہٖ۔ فقال ابو بکر: علیّ ذلک یا ابا عبد اللہ! قال: اللھم علمی بہ ان سریرتہ خیرٌ من علانیتہ و ان لیس فینا مثلہٗ[1]۔

قال ابو بکر رحمہ اللہ: رحمک اللہ یا ابا عبد اللہ، لا تذکرھما ذکرتُ لک شیئًا۔

پھر حضرت عثمان بن عفانؓ کو بلایا اور کہا اے ابو عبداللہ! حضرت عمرؓ کے متعلق کیا رائے ہے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اے ابو عبداللہ! بات واضح کیجیے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا: میرے علم کے مطابق ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اور ہم لوگوں میں ان کا کوئی جواب نہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ اے ابو عبداللہ! اللہ آپ پر رحم کرے۔ دوسرے لوگوں سے اس بات کا تذکرہ مت کرنا۔

۳۔ جب اس بات کے چرچے ہوئے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کو خلیفہ کرنا چاہتے ہیں تو بعضوں کو تردد ہوا۔ چنانچہ حضرت طلحہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے جا کر کہا کہ آپ کے موجود ہوتے عمر کا ہم لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا؟ اب وہ خلیفہ ہوں گے تو خدا جانے کیا کریں گے۔ اب آپ خدا کے ہاں جاتے ہیں یہ سوچ لیجیے کہ خدا کو کیا جواب دیجیے گا؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ میں خدا سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو افسر مقرر کیا ہے جو تیرے بندوں میں سب سے اچھا تھا۔ (الفاروق۔ شبلی نعمانی)

۴۔ عن محمد بن ابراھیم بن الحارث۔ قال۔ دعا ابوبکرٍ عثمان خالیا فقال اکتب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، ھذا ما عھد ابوبکر بن ابی قحافۃ

---

[1] ایک روایت کے مطابق آپ نے حضرت علیؓ کو بھی بلا کر پوچھا تو ان کا جواب بھی بعینہٖ حضرت عثمانؓ کے جواب کے مطابق تھا۔

الی المسلمین۔ اما بعد قال: ثم اُغمی علیہ، فذہب عنہ فکتب عثمان: اما بعد فانی قد استخلف علیکم عمر بن الخطاب، ولم آلکم خیراً منہ، ثم افاق ابوبکر فقال اقرأ علیّ۔ فقرا علیہ، فکبّر ابوبکر"

محمد بن ابراہیم حارث کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو تنہائی میں بلایا اور فرمایا: لکھو!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ عہد نامہ ہے جو ابوبکر بن ابو قحافہ نے مسلمانوں کی طرف سے طے کیا۔ اما بعد۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت ابوبکرؓ کو غش آ گیا۔ تو حضرت عثمانؓ نے یہ دیکھ کر لکھ دیا: اما بعد! بے شک میں نے تم پر عمر بن الخطاب کو خلیفہ بنایا ہے اور تمھاری بھلائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا" پھر حضرت ابوبکرؓ کو افاقہ ہوا تو کہنے لگے: " مجھے پڑھ کر سناؤ کیا لکھا ہے؟ چنانچہ ان کو پڑھ کر سنایا گیا تو بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے۔

۵- عن ابی السفر. قال: اشرف ابوبکر علی الناس من کنیفہ واسماء بنت عمیس ممسکتہ، موشومۃ الیدین، وھو یقول:

اترضون بمن استخلف علیکم فانی واللہ ما الوت بن جھد الرای ولا ولیت ذا قرابۃ وانی قد استخلفت عمر بن الخطاب، فاسمعوا لہ واطیعوا۔ فقالوا سمعنا واطعنا۔

" ابو السفر کہتے ہیں، حضرت ابوبکرؓ اپنے بالاخانے پر چڑھ کر لوگوں سے متوجہ ہوئے جبکہ اسماء بنت عمیس انھیں تھامے ہوئے تھیں جس کے دونوں ہاتھ گودے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ کہتے تھے۔

جس شخص کو میں نے خلیفہ بنایا ہے کیا تم اس سے راضی ہو۔ خدا کی قسم میں نے رائے قائم کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کو نہیں بلکہ عمرؓ بن الخطاب کو مقرر کیا ہے۔ لہٰذا تم اس کی سنو اور اطاعت کرو۔ اس پر لوگوں نے کہا ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے"

۶- عن قیس، قال رایت عمر بن الخطاب وھو یجلس والناس معہ وبیدہ جریدۃ، وھو یقول ایھا الناس اسمعوا واطیعوا قول

خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ یقول" انی لم آلکم نصحًا۔

قال: ومنہ مولی لابی بکر یقال لہ شدید - معہ الصحیفۃ التی فیھا استخلاف عمر۔

قیس کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا جو کہ لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک ورق تھا اور وہ کہتے تھے۔ اے لوگو! خلیفہ رسول اللہ (حضرت ابوبکرؓ) کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ وہ کہتے ہیں۔ "میں نے تمھاری خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ راوی کہتا ہے: کہ حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام شدید نامی تھے۔ اس غلام کے پاس وہ ورق تھا جس میں حضرت عمرؓ کی نامزدگی لکھی ہوئی تھی۔

۷۔ اور حافظ ابن کثیر کی روایت کے مطابق حضرت عمرؓ ہی حضرت ابوبکرؓ کی مرض الموت کے دوران (اور اس کے علاوہ بھی) جماعت کی امامت کراتے تھے، جس طرح حضرت ابوبکرؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں یہ فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ گویا حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کی خلافت کا یہ واضح اشارہ تھا۔ استخلاف کے متعلق ابن کثیر کی یہ نہایت مختصر روایت اس طرح ہے:۔

وکان عمر ابن الخطاب نصلی عنہ فیھا بالمسلمین وفی اثناء ھذا المرض فکتبہ، بالامر من بعدہ الی عمر ابن الخطاب، وکان الذی کتب العھد عثمان بن عفان، قُرِیَ علی المسلمین فاقروا بہ و اسمعوا لہ واطاعوہ (البدایۃ والنھایۃ ج ۵ ص۲۱۸)

اور حضرت ابوبکرؓ کی جگہ حضرت عمرؓ نماز پڑھایا کرتے تھے اور اس مرض کے دوران بھی۔ سو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد عمر بن خطاب کے لیے امر خلافت لکھا اور جس شخص نے یہ عہد لکھا وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ یہ عہد مسلمانوں پر پڑھا گیا۔ جب پڑھا گیا تو لوگوں نے سنا اور اطاعت کی۔

انتخاب حضرت عثمانؓ

۱۔ حضرت عمرؓ سے نامزدگی کی درخواست

عن عبد اللہ ابن عمر قال : قیل لِعُمَرَ : ”الا تستخلف ؟“ قال ان استخلف فقد استخلف مَنْ هُوَ خیر منی ابو بکرٍ وان اترک فقد ترک من ھو خیر منی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فاثنوا علیہ فقال : رَاغِبٌ رَاهِبٌ وددت انی نجوت منھا لا لی ولا علیّ ، لا اُتَحَمَّلُهَا حَیًّا ومیتًا۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب الاستخلاف) ۸۹۲

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں (جب) حضرت عمرؓ (زخمی ہوئے تو ان) سے کہا گیا۔ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیجیے ؟“ فرمایا :“ اگر خلیفہ مقرر کروں تو (بھی ٹھیک ہے کیونکہ) حضرت ابوبکرؓ نے ، جو مجھ سے بہتر تھے خلیفہ مقرر کر گئے تھے اور اگر نہ کروں تو (بھی ٹھیک ہے کیونکہ) حضور اکرمؐ جو مجھ سے بہتر تھے خلیفہ نہیں بنا گئے تھے“۔

پھر لوگوں نے آپ کی تعریف شروع کی تو آپ نے فرمایا۔ کوئی تو میری تعریف دل سے کرتا ہے اور کوئی مجھ سے ڈر کر اور میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کے معاملے میں برابر برابر چھوٹ جاؤں نہ مجھے ثواب ملے نہ عذاب ہو۔ میں اس بوجھ کو جسے زندگی بھر اٹھایا ہے۔ مرتے وقت بھی اٹھانا نہیں چاہتا۔

دوسری بار (جب یہ بات دہرائی گئی تو آپ نے یوں جواب دیا :

ان عمر بن الخطاب لما طُعِنَ قیل لہ ، یا امیر المومنین ، لو استخلفت قال لمن استخلف ؟ لو کان ابو عبیدۃ بن الجراح حیًّا ، استخلفتہ ، فان سئلنی ربی قلت : سمعت نبیک یقول : وانہ امین ھذہ الامۃ۔ ولو کان سالم مولی ابی حذیفۃ حیًّا استخلفتہ ، فان سئلنی ربی قلت سمعت نبیک یقول : ان سالمًا شدید الحب للہ۔

فقال له رجل: ادلك عليه؟ عبد الله بن عمر، فقال: قاتلك الله، والله ما اردت بهذا، ويحك كيف استخلف رجلا عجز عن طلاق امراته. لا ارب لنا في اموركم، ما حمدتها فارغب فيها احد من اهل بيتي، ان كان خيرا فقد اصبنا منه، وان كان شرا فشرعنا آل عمر، بحسب آل عمران يحاسب منهم رجل واحد. (الطبری......)

حضرت عمرؓ بن الخطاب پر جب خنجر کا وار ہوا تھا تو آپ سے کہا گیا اے امیرالمومنین کسی کو خلیفہ بنا جائیے۔ آپ نے کہا: کس کو جانشین بناؤں؟ اگر ابو عبیدہ بن الجراحؓ زندہ ہوتے تو ان کو جانشین مقرر کر جاتا۔ میرا رب اگر مجھے اس بارے میں پوچھتا تو کہہ دیتا کہ تیرے نبی کی زبان سے سنا تھا کہ ابو عبیدہ اس امت کے امین ہیں۔"

پھر اگر ابو حذیفہ کے مولیٰ سالمؓ زندہ ہوتے تو انھیں خلیفہ نامزد کر جاتا۔ میرا رب پوچھتا تو کہہ دیتا کہ میں نے تیرے نبی کو فرماتے ہوئے سنا تھا "سالمؓ اللہ سے بہت محبت کرنے والا ہے۔"

کسی نے کہا "عبداللہ بن عمرؓ کو نامزد کر جائیے۔" آپ نے ناراضی کا اظہار فرمایا اور کہنے والے کو سخت سست کہا اور فرمانے لگے کہ "میں ایسے آدمی کو اپنا جانشین بنا جاؤں جو اپنی عورت کو طلاق دینے میں جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔ ہمیں تمھارے معاملات کی کوئی خواہش نہیں۔ میں نے اسے کچھ اچھا نہیں پایا کہ اپنے گھر میں سے کسی اور کے لیے بھی اس کی خواہش کروں۔ اگر یہ حکومت اچھی چیز تھی تو اس کا مزہ ہم نے چکھ لیا۔ اور اگر یہ بری چیز تھی تو عمرؓ کے خاندان کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ کل کو خدا کے سامنے ان میں سے صرف ایک ہی آدمی سے حساب لیا جائے۔" (الطبری ج ۴ ص ۲۲۷-۲۲۸)

نامزدگی سے متعلق حضرت عمرؓ کے خیالات کی ترجمانی علامہ شبلی نعمانی نے تحقیق کے بعد ان الفاظ میں کی ہے:-

"اس وقت (آپ کے زخمی ہونے کے بعد) اسلام کے حق میں جو سب سے اہم کام تھا وہ ایک خلیفہ کا انتخاب کرنا تھا۔ تمام صحابہ بار بار حضرت عمرؓ سے خطاب کرتے تھے کہ اس مہم کو آپ طے کر جائیے۔ حضرت عمرؓ نے خلافت کے معاملے میں مدتوں

غور کیا تھا۔ اور اکثر سوچا کرتے تھے۔ بار بار لوگوں نے ان کو اس حالت میں دیکھا کہ سب سے الگ متفکر بیٹھے ہیں اور کچھ سوچ رہے ہیں۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خلافت کے باب میں غلطاں و پیچاں ہیں۔

مدت کے غور و فکر پر بھی ان کے انتخاب کی نظر کسی شخص پر جمتی نہ تھی۔ بارہا ان کے منہ سے بے ساختہ آہ نکل گئی۔ کہ افسوس! اس بارِ گراں کا اٹھانے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ تمام صحابہ میں اس وقت چھ شخص تھے جن پر انتخاب کی نظر پڑ سکتی تھی۔ علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور عبدالرحمان بن عوفؓ لیکن حضرت عمرؓ ان سب میں کچھ نہ کچھ کمی پاتے تھے اور اس کا انھوں نے مختلف موقعوں پر اظہار بھی کر دیا تھا۔ چنانچہ طبری وغیرہ میں ان کے ریمارک بتفصیل مذکور ہیں۔ مذکورہ بالا بزرگوں میں وہ حضرت علیؓ کو سب سے بہتر جانتے تھے لیکن بعض اسباب سے ان کی نسبت بھی قطعی فیصلہ نہ کر سکتے تھے۔

غرض وفات کے بعد جب لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا کہ ان چھ شخصوں میں سے جس کی نسبت کثرت رائے ہو وہ خلیفہ منتخب کر لیا جائے۔"

۲۔ چھ رکنی کمیٹی اور اس کا طریق کار

بعد ازاں جب حضرت عمرؓ آخری وصیتیں فرما رہے تھے تو لوگوں نے پھر ولی بنانے کو کہا: اس بارہ میں حضرت عمرؓ کی تجاویز یہ تھیں (طویل حدیث سے اقتباس لیا گیا ہے)

فقالوا اَوْصِ یا امیرالمومنین استخلِف۔ قال ما اَجِدُ احق لهذا الامر من هٰؤلاء النفرِ او الرهط الذین توفی رسول الله صلّی الله علیه وسلم وهو عنهم راضٍ فسمّٰی علیًا وعثمان والزبیر وطلحة وسعد وعبد الرحمٰن۔ وقال یشهدکم عبد الله بن عمر ولیس لَهُ من الامر شیئٌ کهیئة التعزیة لهٗ فان اصابت الامرةُ سعدًا ذالک والا فلیستعن به .... فلما فُرِغ من دفنه اجتمع هٰؤلاء الرهط فقال عبد الرحمن اجعلوا امرکم الی ثلثة منکم۔ فقال الزبیر قد جعلت امری اِلی عَلیٍّ، وقال طلحة قد جعلت امری الی عثمان،

وقال سعدٌ قد جعلت امری الی عبد الرحمن بن عوف - فقال عبد الرحمن ایکما تبرّأ من هذا الامر؟ فیجعله الیه، والله علیه والاسلام لینظرنّ افضلهم فی نفسه - فاسکت الشیخان - فقال عبد الرحمن اتجعلونه الیّ والله علیّ ان لا آلو عن افضلکم؟ قالا - نعم - فاخذ بید احدهما فقال لک قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقدم فی الاسلام ما قد علمت فاللہ علیک لئن امرتک لتعدلنّ ولئن امّرتُ عثمان لتسمعنّ ولتطیعنّ ثم خلا بالآخر فقال لہ مثل ذلک - فلما اخذ المیثاق قال ارفع یدک یا عثمان فبایعہ فبایع لہ علیٌّ وولج اہل الدار فبایعوہ - (بخاری - کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان)

لوگوں نے کہا اے امیر المومنین کسی کو خلیفہ بنا جائیے! آپ نے کہا خلافت کا حق دار ان چند لوگوں کے سوا کوئی نہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راضی رہے - انھوں نے علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ[1] کا نام لیا اور کہا کہ عبد اللہ بن عمرؓ مشورہ میں تمہارے ساتھ شریک رہے گا - لیکن خلافت میں اس کا کوئی حصہ نہیں - یہ عبد اللہ کو تسلی دینے کے لیے کہا - پھر اگر خلافت سعدؓ کو مل گئی تو بہتر، ورنہ جو خلیفہ ہو وہ سعد سے مدد لیتا رہے ....

پھر جب ان کے دفن سے فراغت ہوئی تو یہ چھ آدمی ایک جگہ اکٹھے ہوئے - عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا - چھ آدمی تین کو اپنے میں سے مختار کر دو - چنانچہ زبیرؓ نے حضرت علیؓ کو، طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ کو اور سعدؓ نے حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف کو اختیار دے دیا (ان کے حق میں دستبردار ہو گئے (اور چھ سے تین رہ گئے)

پھر حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں سے

[1] عشرہ مبشرہ سے یہی لوگ باقی تھے - ابو عبیدہؓ بن الجراح تو وفات پا چکے تھے اور سعید بن زیدؓ حضرت عمرؓ کے چچا زاد بھائی تھے - اس نے نام آپ نے عمداً نہیں لیا - (البدایۃ والنہایۃ ج، ص۱۴۳)

کہا۔ تم دونوں میں سے جو کوئی خلافت کا طالب نہ ہو ہم اس کو خلیفہ بنائیں گے اللہ اور اسلام گواہ رہے ہیں۔ میں اسی کو تجویز کروں گا جو میرے نزدیک افضل ہے۔ یہ سن کر دونوں بزرگ خاموش ہو گئے۔

پھر عبدالرحمٰنؓ نے دونوں سے کہا۔ کیا تم مجھے مختار بناتے ہو؟ خدا کی قسم میں اسی کو خلیفہ بناؤں گا جو افضل ہوگا۔" دونوں نے کہا ٹھیک ہے" حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان میں سے ایک (حضرت علیؓ) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ تمہیں آنحضرت سے قرابت ہے اور تمہارا اسلام بھی پرانا ہے جیسا کہ تم خود جانتے ہو۔ اللہ تمہارا نگہبان ہو۔ اگر میں تمہیں خلیفہ بناؤں تو تم عدل کروگے اور اگر عثمان کو بناؤں تو اس کا حکم سنوگے اور اس کی طاعت کروگے۔ پھر عثمانؓ سے تنہائی میں یہی گفتگو کی۔ جب دونوں سے اقرار لے چکے تو کہنے لگے۔ عثمانؓ اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ سو عبدالرحمٰنؓ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی پھر علیؓ نے بیعت کی اور سارے مدینہ والے گھس پڑے اور انھوں نے بھی بیعت کرلی۔

۳۔ حضرت عثمانؓ کو کیوں منتخب کیا گیا (معیار انتخاب)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ان دونوں بزرگوں میں سے حضرت عثمان کو کیسے افضل قرار دیا۔ اس کی تفصیل درج ذیل حدیث سے واضح ہے۔

ان المسور بن المخرمۃ اخبرہ ان الرھط الذین ولّاھم عمرؓ اجتمعوا فتشاوروا۔ قال لھم عبد الرحمٰن لست بالذی انافسکم علی ھذا الامر ولکنکم ان شئتم اخترتُ لکم منکم۔ فجعلوا ذلک الی عبد الرحمٰن۔ فلما ولّوا عبد الرحمٰن امرھم فمال الناس علی عبد الرحمٰن حتّٰی ما اری احدًا من الناس یَتْبَعُ اولئک الرھط ولا یَطَأُ عَقِبَہٗ ومال الناس علی عبد الرحمٰن یشاورونہ تلک اللیالی حتّٰی اذا کانت اللیلۃ التی اصبحنا منھا فبایعنا عثمان قال المسورُ طرقنی عبد الرحمٰن بعد ھجع من اللیل فضرب الباب حتّٰی استیقظت فقال اراک نائمًا فواللہ ما اکتحلتُ ھذہ اللیلۃ بکبیر نوم۔

انطلق فادع الزبیر وسعداً۔ فدعوتهما له فشاورهما ثم دعانی فقال: ادع لی علیاً۔ فدعوته فناجاه حتی ابهارّ اللیل۔ ثم قام علیؓ من عنده وهو علی طمع وقد کان عبدالرحمٰن یخشی من علیؓ شیئاً۔ ثم قال ادع لی عثمان فدعوته فناجاه حتیٰ فرق بینهما المؤذن بالصبح۔ فلما صلی الناس الصبح واجتمع اولئک الرهط عند المنبر فارسل الی من کان حاضراً من المهاجرین والانصار وارسل الی امراء الاجناد وکانوا وافوا تلک الحجة مع عمر فلما اجتمعوا تشهد عبدالرحمٰن ثم قال اما بعد! یا علیؓ اِنّی قد نظرت فی امر الناس فلم ارهم یعدلون بعثمان فلا تجعلن علی نفسک سبیلا۔ فقال ابایعک علی سنة اللہ ورسولہ والخلیفتین من بعده فبایعه عبدالرحمان وبایعه الناس المهاجرون والانصار وامراء الاجناد والمسلمون (بخاری۔ کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس)

حضرت مسوّر بن مخرمہ نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ بن چھ آدمیوں کو خلافت کے لیے نامزد کر گئے تھے، وہ سب جمع ہوئے اور مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا مجھے اس امر خلافت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ہاں اگر تم چاہو تو تم میں انتخاب کر سکتا ہوں۔ انہوں نے عبدالرحمٰن کو یہ اختیار دے دیا۔ جب اختیار دے چکے تو لوگ عبدالرحمٰن کی طرف مائل ہو گئے۔ کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو ان نامزدگان کے پیچھے نہ چل رہا ہو اور جسے دیکھو وہ ان راتوں میں حضرت عبدالرحمٰنؓ سے مشورہ کر رہا ہوتا یہاں تک کہ وہ رات آگئی جس کی صبح ہم نے عثمانؓ کی بیعت کی۔

مسوّر بن مخرمہ کہتے ہیں جب وہ رات آئی تو تھوڑی رات گئے عبدالرحمانؓ بن عوف نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں جاگ اٹھا تو کہنے لگے۔ واہ تم سو رہے ہو۔ میں اس رات (یا دن تین راتوں میں) کچھ زیادہ نہیں سویا۔ جاؤ زبیر (بن عوام) اور سعد بن ابی وقاص) کو بلا لاؤ۔ میں انہیں بلا لایا۔ عبدالرحمٰنؓ ان سے مشورہ کرتے رہے۔ پھر مجھے بلایا اور کہا۔ اب علیؓ کو بلا لاؤ۔ میں بلا لایا تو آدھی رات تک ان سے سرگوشیاں کرتے رہے۔ جب علیؓ ان کے

پاس سے آ گئے۔ حضرت علیؓ پر امید تھے۔ لیکن عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو حضرت علیؓ کے سلسلہ میں کچھ خطرہ تھا۔

پھر مجھے کہا اب عثمانؓ کو بلا لاؤ۔ میں بلا لایا تو سرگوشیاں کرنے لگے تا آنکہ مؤذن کی صبح کی اذان نے انھیں جدا کیا۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی تو سب (یہ اشخاص) منبر کے پاس جمع ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے مدینہ میں موجود سب مہاجرین و انصار کو بلا بھیجا۔ اور ان فوج کے سرداروں کو بھی جنھوں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ حج ادا کیا تھا اور وہ موجود تھے۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے تشہد پڑھا پھر کہنے لگے "علیؓ! تم پر ذرا نہ ماننا میں نے سب لوگوں سے اس معاملہ میں گفتگو کی وہ عثمانؓ کو مقدم رکھتے ہیں ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔

پھر عثمانؓ سے کہا۔ میں تم سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور اس کے بعد دونوں خلیفوں کے طریق پر بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر عبدالرحمٰنؓ نے بیعت اور جتنے مہاجرین و انصار، فوجوں کے سردار اور عام مسلمان وہاں موجود تھے، سب نے بیعت کر لی۔

۴ - استصواب عامہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے انتخاب پر کس قدر جانفشانی سے کام لیا۔ البدایہ والنہایہ کی درج ذیل عبارت میں اس کا تفصیلی ذکر ہے:

ثم نهض عبد الرحمن رضی الله عنه يستشير الناس فيهما ويجمع رأي المسلمين برأي رؤوس الناس واقيادهم جميعًا واشتاتا، مثنىٰ وفرادىٰ، ومجتمعين، سرًا وجهرًا حتى خلص الى النساء المخدرات في حجابهن، وحتى سأل الولدان في المكاتب، وحتى سأل من يرد من الركبان والاعراب الى المدينة، في مدة ثلاثة ايام ولياليها. فلم يجد اثنين يختلفين في تقدم عثمان بن عفان، إلا ما ينقل عمار والمقداد انهما اشارا بعلي بن ابي طالب ثم بايعا مع الناس على ما سنذكره. فسعى في ذلك عبد الرحمن ثلاثة ايام بلياليها

يغتمض بكتيبن يوم الاصلوٰة ودعاءً واستخارة وسوالاً من ذوى الرأى منهم، فلم يجد احداً لعدل لعثمان بن عفان رضى الله عنه.
(البداية والنهاية ج ۷، ص ۱۴۷)

پھر حضرت عبدالرحمان بن عوف ان دونوں (حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ) کے متعلق لوگوں سے مشورہ کرنے میں مشغول ہو گئے۔ آپ اکابر سے بھی مشورہ کرتے اور ان کے پیروکاروں سے بھی۔ اجتماعاً بھی اور متفرق طور پر بھی۔ اکیلے اکیلے بھی اور دو دو سے بھی۔ خفیہ بھی اور علانیہ بھی، حتیٰ کہ پردہ نشین عورتوں سے بھی مشورہ کیا۔ مدرسے کے طالب علموں سے بھی، اور مدینہ کی طرف آنے والے سواروں سے بھی، بدوؤں سے بھی جنھیں وہ مناسب سمجھتے۔ تین دن اور تین راتیں یہ مشورہ جاری رہا۔ آپ نے دو آدمیوں کے سوا سب لوگوں کو حضرت عثمانؓ کی خلافت کے حق میں پایا۔ البتہ حضرت عمار اور مقدادؓ نے حضرت علیؓ کے حق میں مشورہ دیا۔ بعد میں ان دونوں نے بھی (حضرت عثمانؓ) کی دوسرے لوگوں کے ساتھ بیعت کی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

سو حضرت عبدالرحمٰنؓ ان تین دن اور تین راتوں میں بہت کم سوئے۔ وہ اکثر نماز، دعا، استخارہ اور ان لوگوں سے مشورہ میں وقت گزارتے تھے جن کو وہ مشورہ کا اہل سمجھتے۔

سو آپ نے (اس مشورہ کے دوران) کسی کو بھی نہ پایا۔ جو حضرت عثمانؓ کے برابر کسی کو سمجھتا ہو۔

۵۔ قواعدِ انتخاب

۱۔ خلیفہ کے انتخاب کے لیے تین دن کی مدت حضرت عمر فاروقؓ نے مقرر کی تھی۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو صرف رائے دینے کی حد تک نامزد شدہ کمیٹی میں شامل ہونے کی اجازت تھی۔

۳۔ حضرت مقدادؓ کو یہ حکم دیا گیا کہ جب تک یہ لوگ اپنے میں سے خلیفہ منتخب نہ کر لیں کسی دوسرے کو اندر نہ جانے دینا۔

حضرت مقداد الاسود اور ابو طلحہ انصاریؓ نے وصیت فاروقی کے مطابق حضرت صہیبؓ کو تین دن کے لیے عارضی طور پر (تا انتخاب خلیفہ) مدینہ کا امام مقرر کیا اور خود اپنے آدمیوں کی جمعیت لے کر (۵۰ آدمی) حضرت مسور بن مخرمہ اور بقول بعض حضرت عائشہ رضؓ کے مکان سے جہاں نامزد شدہ ارکان خلیفہ کے انتخاب کے لیے جمع ہوئے تھے۔ کے دروازے پر حفاظت کی غرض سے بیٹھ گئے سوائے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کے کوئی اس میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔

حضرت عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ بھی آکر دروازہ پر بیٹھ گئے۔ حضرت سعد ابن وقاصؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے ان دونوں کو وہاں سے اٹھوا دیا۔ تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم بھی اصحاب الشوریٰ میں شامل تھے۔

تین دن بعد جب حضرت عبدالرحمان بن عوف مسجد میں خلافت کا اعلان کرنے والے تھے تو کچھ لوگوں نے اعلان سے قبل اپنی رائے ظاہر کرنا شروع کر دی تھی۔ حالانکہ یہ لوگ شوریٰ میں سے نہ تھے۔ مثلاً حضرت عمارؓ نے کہا کہ میں حضرت علیؓ کو مستحق خلافت سمجھتا ہوں۔ ابن ابی سرحؓ اور عبداللہ بن ابی ربیعہؓ نے کہا کہ ہم حضرت عثمان کو زیادہ مستحق و مناسب پاتے ہیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت سعد بن وقاصؓ نے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف سے کہا۔ "اب دیر کیوں کر رہے ہو؟ اندیشہ ہے کہ مسلمانوں میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہو جائے لہٰذا جلد اپنی رائے کا اظہار کر کے یہ مسئلہ ختم کرو۔" چنانچہ آپ نے اعلان کر دیا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۷، ص ۱۴۵)

انتخاب حضرت علیؓ

(اقتباسات از روایات طبری ج ۴ از صفحہ ۴۲۲ تا ۴۳۵)

۱- عن محمد بن عبد اللہ بن سواد بن نویرہ، و طلحۃ بن الاعلم، و ابو حارثۃ و ابو عثمان، قالوا: بقیت المدینۃ بعد قتل عثمان رضی اللہ عنہ خمسۃ ایام، و امیرھا الغافقی بن حرب، یلتمسون من یجیبھم الی القیام بالامر فلا یجدونہ۔ یاتی المصریون علیا فیختبی منھم ویلوذ بحیطان المدینۃ، فاذا لقوھم، باعدھم و تبرا منھم و من مقالتھم مرۃ بعد مرۃ۔ و یطلب الکوفیون الزبیر فلا یجدونہ فارسلوا الیہ حیث ھو رُسُلًا: فباعدھم و تبرا من مقالتھم و یطلب البصریون طلحۃ فاذا لقیھم باعدھم و تبرا من مقالتھم مرۃ بعد مرۃ، و کانوا مجتمعین علی قتل عثمان، مختلفین فیمن یتولون، فلما لم یجدوا ممالئا ولا مجیبا جمعھم الشر علی اول من اجابھم و قالوا: لا نولی احدا من ھولاء الثلاثۃ فبعثوا الی سعد بن ابی وقاص و قالوا انک من اھل الشوری فرأینا فیک مجتمع، فاقدم نبایعک۔ فبعث الیھم: انی و ابن عمر خرجنا منھا فلا حاجۃ لی فیھا۔

ثم انھم اتوا ابن عمر عبد اللہ، فقالوا: انت ابن عمر فقم لھذا الامر: فقال: ان ھذا الامر انتقاما واللہ لا اتعرض لہ فالتمسوا غیری: فبقوا حیاری لا یدرون ما یصنعون والامر امرھم (ص ۴۳۲)

محمد بن عبد اللہ بن سواد بن نویرہ، طلحہ بن الاعلم، ابو حارثہ اور ابو عثمان سے روایت ہے۔ کہتے ہیں شہادتِ عثمان کے بعد پانچ دن تک غافقی بن حرب

امارت کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ یہ لوگ کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھے جو امارت قبول کرے لیکن ناکام رہے۔ مصری لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے تو وہ ان سے غائب ہو گئے اور مدینہ کی ایک فصیل میں پناہ لی۔ جب یہ ان سے ملے تو حضرت علیؓ نے ان سے اور ان کے مطالبہ سے بار بار بیزاری کا اظہار کیا۔ اور کوفی لوگ حضرت زبیر کو امام بنانا چاہتے تھے۔ ان لوگوں نے حضرت زبیر کو کہیں نہ پایا۔ تو ان کی تلاش کے لیے آدمی بھیجے۔ حضرت زبیرؓ نے بھی ان سے اور ان کے مطالبہ سے بیزاری کا اظہار کیا۔ اور بصری لوگ حضرت طلحہؓ کو امیر بنانا چاہتے تھے۔ جب یہ ان سے ملے تو انھوں نے بھی ان سے اور ان کے مطالبہ سے بیزاری کا اظہار کیا۔ یہ شر پسند حضرت عثمان کو شہید کر دینے پر متفق تھے مگر نئے امام کے تقرر میں اختلاف رکھتے تھے۔ پھر جب ان لوگوں کو کوئی بھی ایسا آدمی نہ ملا جو ان کے مطالبہ کو قبول کرتا یا جھوٹے وعدہ سے ہی ان کو خوش کر دیتا۔ وہ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ جو امارت قبول کرے اسے امیر بنا دیا جائے۔ اور کہتے لگے ہم ان تینوں میں سے کسی کو بھی امیر نہیں بنائیں گے۔ انھوں نے حضرت سعد بن وقاص کے پاس آدمی بھیجا اور کہا۔ آپ اہل شوریٰ سے ہیں۔ ہم آپ کی امامت پر متفق ہیں۔ سو آگے آئیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا۔ میں اور عبداللہ بن عمر دونوں اس معاملہ سے باہر ہیں۔ مجھے اس امارت کی کوئی ضرورت نہیں۔

پھر یہ لوگ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے اور کہا۔ آپ حضرت عمرؓ کے بیٹے ہیں۔ آپ خلافت کے لیے کھڑے ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ یہ سب انتقامی کارروائی ہے۔ خدا کی قسم میں اس سے تعرض نہ کروں گا۔ میرے سوا کوئی اور آدمی ڈھونڈو۔ اب یہ لوگ سخت پریشان ہوئے اور نہیں جانتے تھے کہ اس معاملہ میں کیا کریں۔

۲ - عن محمد وطلحة، قالا: فقالوا لهم: دونكم يا اهل المدينة فقد اجلناكم يومين، فوالله لئن لم تفرغوا لنقتلن غداً علياً وطلحة والزبير واناساً كثيراً، فغشي الناس علياً۔ فقالوا: نبايعك وقد ترى ما نزل بالاسلام وما ابتلينا به من ذوي القربى فقال

علی دعوفی وا لتمسوا غیری (۲۳۲)

محمد اور طلحہ کہتے ہیں۔ اب ان لوگوں نے اہلِ مدینہ سے کہا کہ تمہیں دو دن کی مہلت ہے۔ اس دوران کوئی امیر مقرر کرلو۔ ورنہ اگلے دن ہم علیؓ، زبیرؓ اور طلحہؓ کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں کو قتل کردیں گے۔ پس لوگ حضرت علیؓ کے گرد ہوگئے اور کہا ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ آپ پہلے اسلام لانے والوں سے ہیں اور ذوی القربیٰ سے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ مجھے چھوڑ دو۔ کوئی دوسرا آدمی تلاش کرو۔

۳ ۔ عن الشعبی قال : لما قتل عثمان رضی اللہ عنہ اتی الناس علیا و هو فی سوق المدینة، وقالوا لہ، ابسط یدک نبایعک۔ قال لا تعجلوا فان عمر کان رجلاً مبارکاً وقد اوصٰی بہا شوریٰ فامهلوا یجتمع الناس ویتشاورون۔ فارتد الناس عن علیٍ ثم قال بعضهم، ان رجع الناس الی امصارهم بقتل عثمان ولم یقم بعده قائم لهذا الامر لم نامن اختلاف الناس وفساد الامة فعادوا الی علیٍ فاخذ الاشتر بیده فقبضها علی فقال العین ثلاثة : اما واللہ لئن ترکتها لتقصرن عینیک علیها حیناً۔ فبایعته العامة۔ واهل الکوفة یقولون ان اوّل من بایعه اشتر۔ (۲۳۳)

شعبی کہتے ہیں جب حضرت عثمانؓ شہید ہوگئے تو لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے جبکہ وہ مدینہ کے بازار میں تھے۔ اور کہنے لگے ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جلدی نہ کرو۔ حضرت عمرؓ بابرکت انسان تھے اور انھوں نے مشورہ کی تاکید فرمائی تھی۔ سو انتظار کرو تاکہ لوگ اکٹھے ہوں اور مشورہ کریں۔ سو لوگ حضرت علیؓ کے پاس سے چلے گئے۔ پھر بعض لوگوں (شرپسندوں) نے کہا۔ اگر ہم لوگ شہادتِ عثمانؓ کے بعد بغیر امیر کے تقرر کے اپنے شہروں کو چلے گئے تو ہماری خیر نہیں۔ اور امت میں فساد ہوگا۔ وہ دوبارہ حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ اشتر (نخعی) نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور انہیں قابو کیا اور تین بار کہا، اے خائن! خدا کی قسم اگر تو نے اس امارت کو ترک کیا تو ابھی تمہاری آنکھیں نکال دی جائیں گی۔[1]

[1] ان شرپسندوں اور غنڈوں کا طرزِ تخاطب ملاحظہ فرمائیے۔ نیز یہ بھی کہ کس صورتِ حال میں حضرت علیؓ خلیفہ منتخب ہوئے

پھر عام لوگوں نے بیعت کی ۔ اہل کوفہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اشتر نے آپ کی بیعت کی۔

۴ ۔ عن عبد الرحمان بن جندب عن ابیہ قال ، لما قتل عثمان رضی اللہ عنہ واجتمع الناس علیٰ علیؓ ، ذھب الاشتر وجاء بطلحۃ فقال لہ "دعنی انظروا یصنع الناس ۔ فلم یدعہ وجاء بہ یتلہ تلاً عنیفاً وصعد المنبر فبایع ۔ (۴۳۵)

عبدالرحمٰن بن جندب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ، جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے اور لوگ حضرت علی کی خلافت پر متفق ہو گئے تو اشتر گیا اور طلحہؓ کو ساتھ لے آیا ۔ حضرت طلحہ کہنے لگے مجھے چھوڑ دو ۔ میں دیکھوں گا لوگ اس معاملہ میں کیا کرتے ہیں ۔ لیکن اس نے نہ چھوڑا اور سختی کے ساتھ کھینچ کر لے آیا ۔ چنانچہ وہ منبر پر چڑھے اور بیعت کی ۔

۵ ۔ عن الحارث الوالبی ، قال جاء حکیم بن جبلۃ بالزبیر حتی بایع : فکان الزبیر یقول ؛ جاءنی لص من لصوص عبد القیس فبایعت و اللج علی عنقی (۴۳۵)

حارث الوالبی کہتے ہیں ۔ حکیم بن جبلہ حضرت زبیر کو لے کر آیا حتیٰ کہ انھوں نے بیعت کی ۔ حضرت زبیر کہا کرتے تھے ۔ عبد القیس کے چوروں میں سے ایک چور میرے پاس آیا اور میں نے بیعت کی جبکہ تلوار میری گردن پر تھی ۔

۶ ۔ عن محمد بن حنفیۃ قال کنت مع ابی حین قتل عثمان رضی اللہ عنہ ، فقام فدخل منزلہ ، فاتاہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ان ھذا الرجل قد قُتِل ولا بُدَّ للناس من امام ولا نجد الیوم احداً احق بھذا الامر منک ، لا اقدم سابقۃ ولا اقرب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ فقال : لا تفعلوا فانی اکون وزیراً خیرٌ من ان اکون امیراً ، فقالوا واللہ مانحن بفاعلین حتی نبایعک قال ففی المسجد ، فان بیعتی لا تکون خفیاً ولا تکون الا عن رضا المسلمین۔ قال سالم بن ابی الجعد ، فقال عبد اللہ بن عباس لقد کرھت ان یاتی المسجد مخافۃ ان یشغب علیہ وابی ھو الا المسجد ، فلما دخل المھاجرون والانصار فبایعوہ ثم بایعہ الناس ۔

محمد بن حنفیہ کہتے ہیں۔ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو میں اپنے باپ (حضرت علیؓ) کے ساتھ تھا۔ آپ کھڑے ہوئے پھر ان کے گھر میں داخل ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے، حضرت عثمان تو شہید ہو گئے، اور امام کے بغیر لوگوں کے لیے کوئی چارہ نہیں۔ اور ہم آج امارت کے لیے آپ سے زیادہ مناسب کوئی آدمی نہیں دیکھتے۔ سابقت فی الاسلام کی وجہ سے بھی اور حضورؐ کے ساتھ قرابت کی وجہ سے بھی۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ "ایسا نہ کرو۔ میں امیر بننے سے زیادہ وزیر بننا پسند کرتا ہوں۔" لوگوں نے کہا "خدا کی قسم! ہم تو آپ ہی کی بیعت کریں گے۔" حضرت علیؓ نے کہا "تو پھر یہ مسجد میں ہو گی۔ میری بیعت خفیہ طریقے سے یا مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔" سالم بن ابی جعد کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ میں حضرت علیؓ کے مسجد میں جانے کو ناپسند کرتا تھا مبادا کوئی آفت نہ پڑ جائے۔ مگر علیؓ نے مسجد کے سوا کچھ تسلیم نہ کیا۔ جب وہ داخل ہوئے تو مہاجر اور انصار بھی داخل ہوئے۔ سو انھوں نے بیعت کی۔ پھر عام لوگوں نے بیعت کی۔

۷ ۔ عن عبد اللہ بن الحسن قال لما قتل عثمان رضی اللہ عنہ بایعت الانصار علیاً الا نُفَیراً یسیراً، منهم حسان بن ثابت، وکعب بن مالک ومسلمة بن مخلد، وابو سعید الخدری، ومحمد بن مسلمة والنعمان بن بشیر وزید بن ثابت، ورافع بن خدیج، وفضالة بن عبید، وکعب بن عجرة کانوا عثمانیة۔

قال، وحدثنی من سمع الزهری یقول: هرب قوم من المدینة الی الشام فلم یبایعوا علیاً، ولم یبایعه قدامة بن مظعون، و عبد اللہ بن سلام والمغیرة ابن شعبة وقال الآخرون: انّما بایع طلحة والزبیر کرهاً۔

وقال بعضهم لم یبایعه الزبیر (۴۳۰)

عبداللہ بن حسن کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو انصار نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی سوائے چند اشخاص کے۔ حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، ابو سعید خدری، محمد بن مسلمہ، نعمان بن بشیر، زید بن ثابت،

رافع بن خدیج، فضالہ بن عبید، کعب بن عجرہ انہی میں سے تھے اور یہ سب حضرت عثمان کے حامی تھے۔

زہری کہتا ہے۔ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے زہری سے سنا کہ ایک قوم مدینہ سے شام کی طرف بھاگ گئی اور حضرت علی رضؓ کی بیعت نہ کی اور قدامہ بن مظعون عبداللہ بن سلام، مغیرہ بن شعبہ نے بھی بیعت نہ کی۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ رضؓ اور زبیر نے بھی جبری بیعت کی تھی۔

اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت زبیر رضؓ نے بیعت نہیں کی تھی۔

حضرت علی رضؓ کی بیعت کا قصہ تاریخ کی دوسری مشہور کتب میں بھی مذکور ہے۔ اب ہم اس واقعہ کو تسلسل کے ساتھ بیان کریں گے اور جہاں ضرورت ہوئی تو دوسری کتب کا صرف اردو ترجمہ (بغیر متن) پیش کیا جائے گا۔ یا تائید کے طور پر ان کا حوالہ درج کر دیا جائے گا۔

شہادت عثمان رضؓ کے وقت باغی اور شورش پسند عنصر مدینہ پر چھایا ہوا تھا۔ انھوں نے شہر کی ناکہ بندی کی ہوئی تھی۔ بہت سے صحابہ تو حج پر تشریف لے جا چکے تھے باقی دل شکستہ اور سہمے ہوئے تھے۔ پورے شہر کا نظم و نسق باغیوں میں سے ہی ایک شخص غافقی بن حرب کے ہاتھ میں تھا۔ یہی شخص ۵ دن تک امامت کے فرائض بھی انجام دیتا رہا۔ شرپسندوں کا یہ گروہ حضرت عثمان رضؓ کو شہید کر دینے تک تو متفق تھا لیکن آئندہ خلیفہ بنانے میں ان میں آپس میں اختلاف تھا۔ مصری حضرت علی رضؓ کو خلیفہ بنانے پر مصر تھے، کوفی حضرت زبیر رضؓ اور بصری حضرت طلحہ رضؓ کو۔ لیکن ان تینوں حضرات نے انکار کر دیا۔ پھر یہ لوگ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ اہل شوریٰ سے ہیں زمام خلافت آپ سنبھال لیجیے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کے پاس جا کر یہی کچھ کہا۔ لیکن ان دونوں حضرات نے بھی صاف انکار کر دیا۔ (البدایہ ج ۷، ص ۲۲۶)

اس صورت حال سے ان شورشیوں کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر ہم اس معاملہ کو یونہی چھوڑ کر واپس چلے گئے تو ہماری خیر نہیں۔[1] یہ سوچ کر حضرت علی رضؓ کے پاس آئے اور اصرار کیا اور اس گروہ کے سرخیل اشتر نخعی نے حضرت علی رضؓ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی۔ اس کے بعد دیگر افراد نے بھی بیعت کی۔ (البدایہ ج ۷، ص ۲۳۶)

---

[1] خود عبداللہ بن سبا مصر سے بھیس بدل کر مدینہ آیا اور اپنے چیلوں کو تاکید کی خلیفہ کے تقرر کے بغیر اپنے علاقوں کو ہرگز واپس نہ جائیں۔

طبری کی روایت کے مطابق جب حضرت علیؓ سے زمام خلافت سنبھالنے کو کہا گیا تو آپ نے فرمایا :-

"میری بیعت خفیہ طریقے سے نہیں ہو سکتی - یہ مسلمانوں کی مرضی سے ہونی چاہیئے"

(طبری جلد ۴ - ص۴۲۷)

اور ابن قتیبہ کی روایت کے مطابق آپ نے اس کو یوں جواب دیا :-

"یہ اہل شوریٰ اور اہل بدر کا کام ہے جسے وہ منتخب کریں - وہی خلیفہ ہوگا - بس ہم جمع ہوں گے اور اس معاملہ پر غور کریں گے - (ابن قتیبہ - الامامۃ والسیاسۃ ج ا ص۴۱)

لیکن ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ کی خواہش کے مطابق اہل شوریٰ اور اہل بدر کے جمع ہوتے ہونے کا موقع میسر نہ آسکا اور اس کے بغیر ہی آپ خلیفہ چن لیے گئے - جیسا کہ دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے -

حضرت علیؓ سے بیعت کرنے کے بعد اشتر نخعی اور اس کے ساتھی حضرت طلحہؓ کے پاس گئے اور کہا بیعت کیجیے - انھوں نے پوچھا " کس کی ؟ " کہنے لگے " علیؓ کی " طلحہؓ نے پوچھا کیا شوریٰ نے جمع ہو کر اس کا فیصلہ کیا ہے ؟" انھوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور کہنے لگے " بس چل کر بیعت کیجیے " انھوں نے پھر انکار کیا لیکن وہ بجبر ان کو وہاں سے لے گئے - (الامامۃ والسیاسۃ ج ا ص۴۲) اس واقعہ کی تائید میں طبری کی روایت بھی پیش کی جا چکی ہے -

جیسا کہ حضرت علیؓ کے قول سے ظاہر ہے کہ انتخاب امیر اہل شوریٰ یا اہل بدر کا کام ہے جنھیں بالفاظ دیگر اہل حل وعقد یا اعیانِ ملت بھی کہتے ہیں - چونکہ حضرت علیؓ کا انتخاب اہل شوریٰ کے بجائے عامیانہ دباؤ کے تحت ہوا تھا لہذا آپ کی خلافت کی آئینی حیثیت بھی زیر بحث رہی - کئی مقامات پر بہت سے لوگ بیعتِ علیؓ سے کنارہ کش رہے - شام تو کلیتہً حضرت علیؓ کی بیعت سے کنارہ کش رہا - مدینے سے بھی بہت سے افراد بیعتِ علی سے بچنے کے لیے شام چلے گئے تھے - (طبری ج ۴ ص۴۳۳ ، البدایہ ج ۷ ص۲۳۶ ، الکامل ج ۳ ص۱۹۲)

مصر، کوفہ اور بصرہ میں بھی ایک گروہ نے بیعتِ علی سے توقف کیا (ایضاً)

خود مدینے میں بیسیوں لوگوں نے بیعت نہیں کی جن میں جلیل القدر اصحاب رسول بھی تھے - علامہ ابن خلدون نے اپنے شہرۂ آفاق مقدمہ میں انتخاب علی کی تفصیل یوں لکھی ہے :-

(مقدمہ ابن خلدون ۔ فصل ولایت عہد ص ۳۷۸ - ۳۷۹ طبع بیروت ۱۹۶۱ء)

"شہادت عثمان کے وقت لوگ مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب حضرت علیؓ کی بیعت کے موقعہ پر حاضر نہ ہو سکے اور جو حاضر تھے ان میں سے بھی سب نے بیعت نہیں کی۔ بعض نے کی اور بعض نے اس وقت تک توقف کی روش اختیار کی جب تک لوگ ایک امام پر جمع نہ ہو جائیں (گویا ان کی نظر میں خلافت علی خلفا ثلاثہ کی طرح اجماعی نہ تھی - ان میں حضرت سعد، سعید، ابن عمر، اسامہ بن زید، مغیرہ بن شعبہ، عبداللہ بن سلام، قدامہ بن مظعون، ابو سعید خدری، کعب بن مالک، نعمان بن بشیر، حسان بن ثابت، زید بن ثابت، مسلمہ بن مخلد، فضالہ بن عبید اور ان جیسے دیگر اکابر صحابہ ہیں جنھوں نے بیعت نہیں کی تھی۔
(البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۲۶)

جو لوگ مدینے سے باہر دوسرے شہروں میں تھے انھوں نے بھی بیعت کرنے سے اس وقت تک اعراض کیا جب تک خون عثمان کا مطالبہ پورا نہ ہو جائے اور جب تک مجلس شوریٰ خود کسی شخص کو خلیفہ منتخب نہ کرے۔ حضرت علیؓ کے متعلق یہ لوگ اگرچہ یہ خیال تو نہیں رکھتے تھے کہ وہ بھی خون عثمانؓ میں شریک ہیں تاہم قاتلین عثمان کے معاملہ میں ان کے سکوت کو انھوں نے ان کی کمزوری اور سستی پر محمول کیا۔ حضرت معاویہؓ بھی حضرت علیؓ کو جو کچھ کہتے تھے اس کی بنیاد بھی حضرت علیؓ کا یہی سکوت تھا۔

خلافت علیؓ جس طرح بھی منعقد ہوئی ہو گئی لیکن منعقد ہو جانے کے بعد بھی اتفاق کی صورت پیدا نہ ہو سکی۔ اختلاف موجود رہا۔ حضرت علیؓ کا خیال تھا کہ ان کی بیعت منعقد ہو گئی ہے اور مدینہ جو شہر رسولؐ اور مسکن صحابہؓ ہے۔ وہاں کے باشندے ان پر مجتمع ہو چکے ہیں۔ اس لیے بیعت سے پیچھے رہنے والوں کے لیے اب بیعت ضروری ہو گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مطالبہ قصاص کے متعلق ان کا کہنا تھا کہ اسے اس وقت تک ملتوی رکھا جائے جب تک ایک کلمہ (خلافت) پر لوگوں کا اتفاق و اجتماع نہ ہو جائے کیونکہ اس کے بغیر وہ طاقت ممکن نہیں جو اس کام کے لیے ضروری ہے۔

دوسرے حضرات کا یہ خیال تھا کہ جو صحابہ اہل حل و عقد ہیں وہ بیعت علیؓ کے وقت مدینہ میں نہ تھے یا ان کی تعداد قلیل تھی، وہ اس وقت دیگر شہروں میں متفرق تھے۔ ان کے بغیر یا ان کی قلیل تعداد کے ساتھ بیعت منعقد نہیں ہو سکتی، اس لیے بیعت ہی سرے سے

منعقد نہیں ہوئی۔ مسلمان ٹکڑے انتشار میں ہیں۔ اس بنا پر ان کا کہنا یہ تھا کہ پہلے خونِ عثمان کا مطالبہ پورا کیا جائے۔ اجتماع علی الامام کا معاملہ دوسرے نمبر پر ہے۔ اس نقطۂ نظر کے لوگوں میں حضرت معاویہؓ، عمرو بن العاصؓ، ام المومنین حضرت عائشہؓ، حضرت زبیرؓ، ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ اور حضرت طلحہؓ اور ان کے صاحبزادے محمدؓ، حضرت سعدؓ، حضرت سعیدؓ نعمان بن بشیرؓ، معاویہ بن خدیج اور ان کے علاوہ ان کے ہم رائے وہ اکابر صحابہ تھے جو مدینے میں بیعت علیؓ سے پیچھے رہے تھے۔"

حضرت علیؓ کی خلافت کی اس حیثیت کا احساس خود ان حضرات کو بھی تھا جو حضرت علیؓ کے قریب ترین رشتہ دار اور مصاحب تھے۔ جیسے حضرت عبداللہ بن عباسؓ، انھوں نے حضرت علیؓ کو جب یہ مشورہ دیا کہ فی الحال حضرت عثمانؓ کے مقرر کردہ عاملین کو معزول نہ کیا جائے۔ اس وقت انھوں نے ایک وجہ یہ بھی بیان کی کہ اگر ان کو اس وقت معزول کر دیا گیا تو ممکن ہے کہ وہ آپ کی خلافت ہی کو چیلنج کر دیں اور کہیں کہ یہ خلافت ہی شوریٰ کے بغیر حاصل ہوئی ہے۔" (طبری ج ۴ ص ۴۳۹) (الکامل ج ۳ ص ۱۹۷)

جنگ صفین کے دوران جب وفد کے ذریعہ صلح کی بات چیت شروع ہوئی تو حضرت معاویہؓ کے وفد نے اس وقت بھی اسی بات کو حضرت علیؓ کے سامنے دہرایا تھا کہ آپ امر خلافت کو چھوڑ کر اسے شوریٰ کے حوالے کر دیں تاکہ لوگ اپنی مرضی سے جسے چاہیں خلیفہ منتخب کریں۔ (طبری جلد ۵ ص ۷۳۷، الکامل جلد ۳ ص ۲۹۱)

ماحصل:۔ حضرت علیؓ کو نہ تو اہل شوریٰ نے منتخب کیا۔ نہ مسلمانوں کی آزادانہ رائے کا اس سے کوئی تعلق تھا۔ یہ انتخاب ہنگامی حالات میں ہوا اور منتخب کرنے والا وہی باغی اور شورش پسند گروہ تھا جس کا دامن خونِ عثمان کے چھینٹوں سے داغدار تھا۔ تاہم یہ خلافت منعقد ہو گئی اور اسی طرح برحق ہے جیسے پہلے تین خلفاء کی برحق ہے۔ اگر جملہ اہلِ شوریٰ کو آزادانہ ماحول میسر آتا تو بھی حضرت علیؓ کے انتخاب کا غالب امکان تھا۔ جیسا کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے تقرر کے واقعہ سے واضح ہوتا ہے۔

انتخاب حضرت حسن رض

حضرت علیؓ کی وفات کے قریب آپ سے لوگوں نے کہا اِستَخلِف (یعنی اپنا ولی عہد مقرر کر جائیے) آپ نے جواب میں فرمایا: "میں مسلمانوں کو اسی حالت میں چھوڑوں گا جس میں رسول اللہؐ نے چھوڑا تھا" (البدایہ ج ۸ ص ۱۳-۱۴)

۲- ثم قال اِن مِتُّ فاقتلوه وان عشتُ فانا اعلم کیف اصنع به. فقال جندب بن عبد الله یا امیر المومنین ان مت نبایع الحسن؟ فقال لا آمرکم ولا انہاکم انتم ابصر۔ (البدایہ والنہایہ ص ۳۲۷ ج ۷)

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا: اگر میں مر گیا تو اس (قاتل) کو قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہا تو میں جانوں میرا کام۔ حضرت جندب بن عبد اللہؓ نے کہا "اے امیر المومنین! اگر آپ فوت ہو جائیں تو ہم حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں؟ فرمایا: "میں نہ تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں نہ منع کرتا ہوں۔ تم خود بہتر سمجھتے ہو۔"

۳- بُویِعَ للحسن بن علی علیه السلام بالخلافة وقیل ان اول من بایعه قیس بن سعد قال له اُبسط یدك اُبایعك علی کتاب الله عز وجل وسنة نبیه (طبری ج ۵ ص ۱۵۸)

حضرت حسنؓ بن علیؓ کی خلافت پر بیعت ہوئی اور کہتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے بیعت کی وہ قیس بن سعد تھا۔ اس نے کہا اپنا ہاتھ اٹھائیے۔ میں آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پر بیعت کرتا ہوں۔"

ضمنی مباحث

ہم نے خلفائے راشدین کی خلافت کے انعقاد سے متعلق حتی الامکان صحیح روایات اولین ماخذوں سے پیش کر دی ہیں۔ ان سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

۱۔ آیا خلافت ایک انتخابی منصب ہے؟

۱۔ استخلاف یا نامزدگی

ا۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ پہلے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے